رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۰۸

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر و اولئک ھم المفلحون

اشاعتِ اسلام

اردو ترجمہ

اسلامک ریویو اینڈ مسلم انڈیا

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین (بی۔اے۔ ایل ایل۔بی) و مولوی صدر الدین (بی۔اے بی ٹی)

نمبر (۱۲)	بابت ماہ دسمبر ۱۹۱۵ء	جلد (۱)

فہرست مضامین

ماخوذ از اسلامک ریویو و مسلم انڈیا ماہ نومبر ۱۹۱۵ء

(۱) شذرات ۵۳۵ ✣ (۲) خطبہ عید الضحیٰ ۵۳۹ ✣ (۳) عید الضحیٰ ووکنگ میں ۵۴۳
(۴) بائیبل میں اسلام ۵۴۸ ✣ (۵) مراقش سے ایک پیغام ۵۵۴ ✣ (۶) محمد اور مسیح ۵۵۵
(۷) حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک مختصر خاکہ ۵۵۸ ✣
(۸) ووکنگ کے اسلامی مشن کی گذشتہ کارروائی ۵۷۱ ✣

ماہ دسمبر ۱۹۱۵ء کو خلیفہ رجب الدین صاحب کے اہتمام سے سلیم پریس لاہور میں چھپ کر شائع ہوا

قیمت سالانہ تین روپے

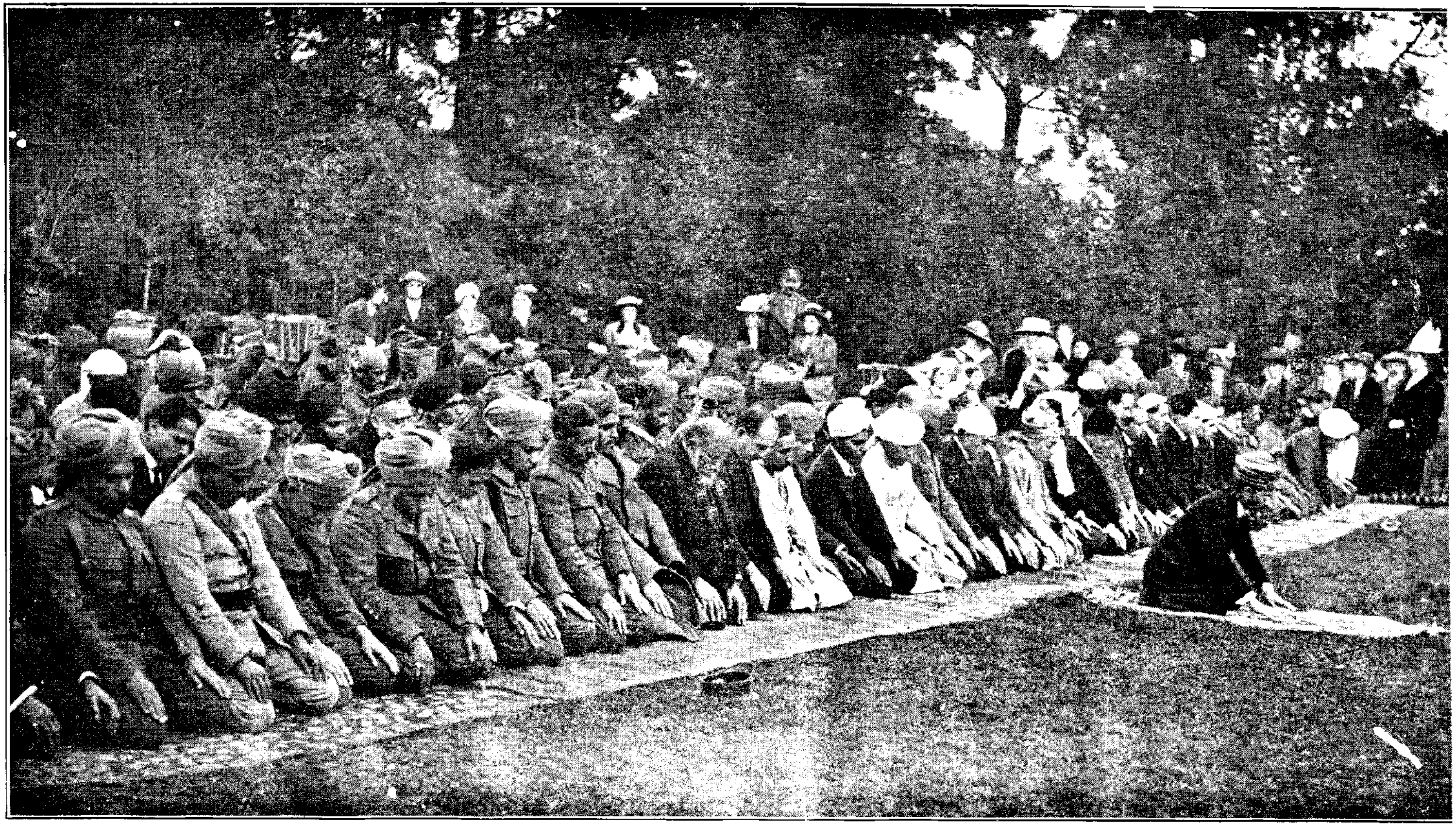

REPRESENTATIVE MUSLIM BROTHERHOOD AT PRAYERS ON THE LAWN OF THE WOKING MOSQUE

ضروری التماس

جن احباب کی جلد ۱ رسالہ اشاعت اسلام - اس اخیری نمبر دسمبر ۱۹۱۵ء کے پہنچنے پر مکمل ہو جاوے گی - از راہ کرم مبلغ (۳) روپے بذریعہ منی آرڈر بابت چندہ سال ۱۹۱۶ء پیشگی مرحمت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں - دفتر سے اطلاعی کارڈ بھی فرداً فرداً اُن احباب کی خدمت میں ارسال کئے جاوینگے۔

جن کا چندہ دسمبر ۱۹۱۵ء میں ختم ہو جاتا ہے - وگرنہ بصورت دیگر اُن کی خدمت عالی میں جنوری ۱۹۱۶ء یک پوسٹ اور فروری ۱۹۱۶ء کے رسالہ پر وی - پی ارسال ہوگا - ہمیں امید واثق ہے - کہ ہمارے ناظرین کرام ادائیگی چندہ میں عجلت فرمائیں گے۔

نوٹ :- جن احباب کی جلد ۱۹۱۵ء میں کسی نمبر کی کمی ہو - فوراً مینیجر رسالہ سے اسی ماہ میں طلب فرمائیں + خاکسار **مینیجر اشاعت اسلام - عزیز منزل - نولکھا - لاہور**۔

ست سلاجیت خالص - جسے بعض لوگ مومیائی بھی کہتے ہیں - مقوی اعصاب ہے - معدہ اور دیگر اعضاء رئیسہ کو تقویت دیتا ہے - اور بدن میں چستی پیدا کرتا ہے - انگریزی قیمتی ادویات کے مقابل یہ کم قیمت مفرد دوائی دماغی کام کرنیوالوں کو بیحد فائدہ دیتی ہے - اگر اسی اکسیر البدن کہا جائے تو مبالغہ نہیں - تبت و گلگت کے پہاڑوں سے سلاجیت منگوا کر ست تیار کیا جاتا ہے - درد کمر زکام ریزش کو رفع کرتا ہے پھیپھڑوں کو طاقت دیتا ہے - طب کی کتابیں اس کی تعریف میں پُر ہیں - اگر خالص ثابت نہ ہو تو قیمت واپس - فی تولہ جو تین ماہ کے لئے کافی ہے (عه)

دمہ - یہ مرض بہت تکلیف دہ ہے - **دوائی اکسیر دمہ** :- بدنی طاقت بھی دیتی ہے اور پُرانی کھانسی کا بھی جسکا نام لاعلاج ہو علاج ہے قیمت فی ڈبی جو قریباً ایک ماہ کیلئے کافی ہے ۱۲/

چنبل - اس مرض سے جو دکھ اور درد مریض کو پہنچتا ہے وہی اس کا اندازہ کر سکتا ہے اس کا مرہم جو اسے جڑھ سے اکھاڑ دے نہایت سستے داموں مل سکتا ہے قیمت فی ڈبیہ (۱۲)

نوٹ :- محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا +

ادویات بالا معرفت مینیجر رسالہ اشاعت اسلام مل سکتی ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

ترجمہ اُردو اسلامک ریویو و مسلم انڈیا مجریہ لنڈن

جلد (۱) بابت ماہ دسمبر ۱۹۱۵ء نمبر (۱۲)

شذرات

ماہ اکتوبر میں نومُسلموں کی تعداد میں چار کا اضافہ ہوا۔ جن میں سے دو مرد اور دو خاتونیں ہیں۔ یعنے مسٹر آر پی ایل ہارڈنگ جن کا نام محمدؐ صدیق رکھا گیا۔ اور ایک بلجین نوجوان ڈی کاسرس ہیں جن کا نام برہان الدین احمد رکھا گیا۔ اور ایک خاتون مسز پین مشرف باسلام ہوئیں جن کا نام حسینہ رکھا گیا۔ ایک اُن کی صاحبزادی مس پین جن کا نام راحت رکھا گیا۔ اللّٰھم زد فزد +

عید الضحےٰ کی مبارک تقریب پر اسی عظیم الشان کامیابی کا سماں تھا جس کا نظارہ گذشتہ نمبروں میں عید الفطر کے متعلق ہم دکھا چکے ہیں۔ سردی کا موسم آچکا تھا جس میں لوگ بہت کم گھروں سے باہر نکلنا پسند کرتے ہیں۔ پھر مزید براں موسم کے وقت ابر بارش ہو تو عید کی نماز کا کوئی انتظام ہی نہیں ہو سکتا۔ مسجد کے اندر اتنے آدمی سما نہیں سکتے۔ مگر اللہ تعالےٰ کے فضل سے عید کا دن کھلا تھا۔ موسم خوش گوار تھا +

مسلمانوں کی تعداد عید الفطر سے کم نہ تھی۔ ایک جگہ سے ۱۷ سپاہی اور اُن کے افسر آئے دو اور مقامات سے تیس ۳۰ کے قریب افسر آئے۔ سر آغا خان موٹر پر لنڈن سے تشریف لائے آنریبل مرزا عبّاس علی بیگ صاحب۔ مسٹر لطیفی۔ لارڈ ہیڈلے اور بہت سے دیگر معزز مُسلمان شامل نماز ہوئے۔ سیّد امیر علی صاحب۔ شہزادی صالحہ اور رُوسی شہزادہ کے معذرت کے تار آئے۔ عید پر ایک مختصر مضمون قدوائی صاحب کی قلم سے اور خطبہ عید الضحیٰ کا خلاصہ دُوسری جگہ اِس رسالہ میں درج ہیں *

ووکنگ مشن کو قایم ہوئے اکتوبر میں قریبًا دو سال ہی پُورے ہوتے ہیں۔ گو جناب خواجہ کمال الدّین صاحب کو ہندوستان سے اس مبارک کام کے لیئے قدم اُٹھائے ہوئے تیسرا سال گذر چکا۔ رسالہ اسلامک ریویو کی بھی تین جلدیں دسمبر نمبر ۱۹۱۵ء کے ساتھ پوری ہو جائیں گی۔ گو اس کی عمر پُورے تین سال سے کوئی ۲ ماہ کم ہی ہوگی۔ گو ہمارے اردو رسالہ کا پہلا سال ہی اس دسمبر میں پُورا ہوتا ہے۔ اِس لحاظ سے ہم نے مناسب سمجھا ہی کہ ایک مختصر ریویو اس سارے کام پر ناظرین کے سامنے پیش کریں۔ جو اب تک ووکنگ مشن کے ذریعہ سے ہوُا۔ یہ ریویو کسی دُوسری جگہ اِس رسالہ میں درج ہے۔

علاوہ ان کامیابیوں کے جو رسالہ ہٰذا کو انگلستان اور یورپ میں ہوئیں۔ خدا کے فضل سے جو کامیابی اسے ہندوستان میں ہو رہی ہے وُہ بھی آئندہ اسلام کی تبلیغ کے کام کا ایک نہایت ہی امید افزا پہلو اپنے اندر لیئے ہوئے ہیں۔ خدا نے چاہا تو ان کا مفصّل ذکر دوسری جگہ ہم کریں گے۔ یہاں صرف اس قدر لکھنا کافی ہے۔ کہ ہندوستان کے بڑے سے بڑے مسلمانوں سے لے کر چھوٹے سے چھوٹے تک کے دِل میں ووکنگ کے اسلامی مشن کی محبت پیدا ہو گئی ہے۔ اور اس محبت کا عملی ثبوت مِل رہا ہے۔ یہ قبولیت جو ایک طرف عیسائیوں میں حاصل ہو رہی ہے۔ کہ نہ صرف اسلام کے متعلق اُن کے خیالات کو ہی پلٹا کر اِسلام کی عزّت انگریزی بولنے والے لوگوں کے دِلوں کے اندر پیدا کر رہی ہے

بلکہ ان میں سے ایک اچھّی جماعت جو ہر طرح کے معزز اور کار آمد آدمی اپنے اندر رکھتی ہے۔ اسلام کی حلقہ بگوش بنائی ہے۔ اور دوسری طرف خود اہل اسلام کے دِلوں میں اس قبولیّت نے ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ کہ وُہ قوم جو اِس وقت تک بحیثیت قوم تبلیغ اسلام کے فرض سے غافل پڑی ہوئی تھی۔ اب اپنے مال کو اس راہ میں قربان کرنے کے لیئے تیار ہوگئی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ووکنگ کے اسلامی مشن کو یہ دوہری قبولیّت عطا فرما کر اس کام کے بانی اور اس کے کرنے والوں کے اخلاص اور مستعدی اور جفاکشی اور بے نفسی پر مہر لگا دی ہے۔ گو حاسدوں کا وجود تو کبھی دُنیا سے مفقود نہیں ہوتا۔ اور ہر ایک نیک کام میں روڑا اٹکانے والے بھی لگے ہی رہتے ہیں۔ تاکہ اس نیک کام کے معاونین کی کوشش اور ہمّت سست نہ ہوجائے تاہم یہ عامہ قبولیّت امید دلاتی ہے کہ عنقریب موجودہ کام مستحکم ہو کر اس کی وسعت کے دائرہ کو بڑھانے کا کوئی سامان بھی اللہ تعالےٰ کے فضل سے پیدا ہو جائے گا +

جو جو قیمتی مضامین سال گذشتہ ۱۹۱۵ء میں اس رسالہ میں نکل چکے ہیں وُہ اِس قابل ہیں کہ ہمیشہ کے لیئے قیمتی سے قیمتی کتب خانوں کی زینت کا باعث ہوں۔ بالخصُوص وہ مضامین* جو ڈاکٹر منگانا کی کتب کے جواب میں شایع ہوئے ہیں۔ اور جن میں قرآن کریم کے منجانب اللہ حفاظت کا ثبوت مِلتا ہے۔ ڈاکٹر منگانا نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔ کہ قرآن کریم کے قدیم نسخوں اور مروّجہ نسخوں میں گویا اختلاف پایا جاتا ہے۔ اِسکا جواب جو مختلف قلموں اور بالخصُوص مولینا مولوی صدر الدّین صاحب کی قلم سے رسالہ میں شائع ہوُا ہے۔ ان سب مضامین نے ڈاکٹر منگانا کی کتاب کو ہمیشہ کے لیئے ایک ردّی کاغذوں کا مجمُوعہ ثابت کر دکھایا ہے۔ اور یہ بتا دیا ہے کہ یہ کتاب آئندہ کسی لائبریری کے گوشۂ نسیان میں صرف یہ ثابت کرنے کے لیئے پڑی رہے گی کہ تعصب انسان کو کیسا اندھا کر دیتا ہے۔ ورنہ اہل علم اس بیہُودہ کوشش پر ہمیشہ نفرین کرتے رہیں گے۔ اِس مضمُون کی تکمیل کے لیئے ہمارا یہ ارادہ ہے۔ کہ آئندہ سال

* یہ مضامین رسالہ اشاعت اسلام کے جون و اگست کے نمبروں میں وضاحت سے درج ہو چکے ہیں +

یعنی جنوری نمبر ۱۹۱۶ء سے ایک مستقل سلسلہ مضامین کا قرآن کریم کی حفاظت پر لکھنا شروع کریں۔ اس سلسلہ کا پہلا نمبر اسی دسمبر نمبر میں دے دیا جاتا۔ مگر چونکہ یہ زیادہ موزوں تھا۔ کہ اس سلسلہ کے سارے مضامین ایک ہی سال کی جلد میں ہوں۔ اس لیئے آیندہ نمبر تک اسے ملتوی کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلہ مضامین میں ہم یہ ثابت کرینگے *بلکہ قرآن کریم سارے کا سارا نہ صرف نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے حفظ ہی کرا دیا گیا۔ بلکہ اس کا ایک ایک لفظ۔ ایک ایک آیت تحریر میں آچکی تھی۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ جس طرح پر پہلے کاتبوں نے اسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھا۔ وہی طرزِ تحریر ہی آج تک محفوظ چلی آتی ہے۔ غرض اگر مخالف اصل الفاظ قرآنی کے متعلق کوئی شبہہ پیدا کرنا چاہتا ہے۔ تو اُس کے جواب میں ہم انشاء اللہ تاریخی طور پر یہ ثابت کریں گے۔ کہ الفاظ کی حفاظت تو ایک طرف رہی۔ ان الفاظ کا لباس بھی آج تیرہ سو سال بعد وہی ہے۔ جو حضرت نبی کریم کی موجودگی میں اُن کو پہنایا گیا تھا۔ یعنی وہی طرز تحریر محفوظ چلی آتی ہے۔ اور یہ اسلام کے خاص امتیازات میں سے ہے جو اور کسی مذہب کی مقدس کتاب کو نصیب نہیں ہوا۔ ایسا ہی یہ بھی ثابت کیا جائیگا کہ آیات کی ترتیب سورتوں میں اور سورتوں کی ترتیب قرآن کریم میں یہ سب کی سب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی ہے۔ اور پھر جو کچھ آپ نے قرآن صحابہ کو دیا تھا۔ اس میں بعد میں نہ ایک حرف کی کمی ہوئی۔ نہ ایک حرف کی زیادتی۔ نہ کوئی حرف یا لفظ یا سورت پس و پیش ہوئی۔ اس سلسلہ میں مختلف قرأتوں اور نسخ کے مسئلہ پر بھی بحث ہوگی ✦

*م۔ اور اُس پر تاریخی شہادتیں اور خود قرآن کریم کی اندرونی شہادتیں پیش کی جاوینگی ٭

خطبہ عید الضحیٰ

عید مبارک اور دعا

آپ کو عید مبارک ہو۔ آپ کے لیئے اللہ تعالےٰ کے حضور دُعا کرتا ہوں۔ کہ آپ پر برکات نازل فرماوے اور اسی طرح تمام دنیا کے مُسلمانوں پر بھی ؂

حمد الٰہی اور اسلامی اخوّت کا نظارہ

ہم اللہ تعالےٰ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ اُس نے اسلام کو وُہ جادو بخشا ہے۔ کہ اُسنے ہمیں فی الحقیقت ایک برادری میں منسلک کر دیا ہے۔ ہمارے دل خدا کی حمد سے معمور ہیں کہ آج اپنے بھائیوں کو جو مختلف بلاد سے آئے ہیں۔ مصری ہیں۔ سیرین ہیں عربی ہیں فارسی ہیں۔ اور شامی ہیں۔ روسی اور فرانسیسی ہیں۔ بلجیم اور انگلستان کے نومسلم ہیں دیکھ کر ہماری آنکھیں مسرور ہو رہی ہیں۔ اور ہمارے دل شاد کام ہو رہے ہیں۔ ہمارے ہاں السلام علیکم کہا اور فوراً دوسرے مسلمان کے دل میں اسلامی اخوت کی تار برقی کی رَو جاری ہو جاتی ہے۔ قومی تعصب۔ ذات پات کا جھگڑا۔ وجاہت اور چلن کا فخر فوراً مٹ جاتے ہیں۔ اور ہم ایک سچّی برادری میں مُنسلک ہو جاتے ہیں ؂

اسلامی یکجہتی اور اسلام کا ملاپ

۸۰ کروڑ نفوس کی مسلمان برادری جس میں تمام اقوام اور تمام برّ اعظموں اور ملکوں کے لوگ شامل ہیں۔ آج رُوئے زمین پر یکجہتی سے نماز ادا کر رہی ہے۔ یہ اقوام کے ملاپ کا نسخہ اسلام میں ہی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دل کی کیفیت کا نقشہ یاد کر کے درود اور صلوٰۃ زبان پر جاری ہوتا ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے بنی نوع انسان پر کتنا بڑا احسان کیا ہے۔ آج یہ تمام اخباروں اور پلیٹ فارموں سے رونے کی آواز آتی ہے۔ کہ آہ خدا کا اتنا بڑا کنبہ جو زمین پر پھیلا ہوا ہے۔ کیوں ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے۔

اس آواز کو پورا کرنے کے لیئے اور قلوب کے اطمینان کے لیئے۔ اور دلوں کے زخموں پر پٹی لگانے کے لیئے کوئی مذہب ہے تو وُہ اسلام ہے۔ جو تیرہ سو سال کا مجرب علاج ہے اس کے ساتھ رسول کریم صلّے اللہ علیہ وسلّم نے حُر کو غلام کے ساتھ اور حبشی کو رُومی کے ساتھ۔ ایرانی کو مصری کے ساتھ۔ اور عرب کے بُت پرست کو تمام اقوام کے ساتھ کامیابی سے ملا دیا۔ اور یہ بات بحمد اللہ آج تک جاری رہی۔ آپ کو میں بُہت بڑی مبارک باد دیتا ہوں۔ کہ وُہ نسخہ مسجد ووکنگ میں بھی کامیاب ہوا۔ پچھلے دو سال میں قریبًا ایکسو آدمی مسلمان ہوئے۔

ہم ان کے مسلمان ہونے پر اتنا فخر نہیں کرتے۔ جتنا کہ ہم کو اس بات پر فخر اور خوشی ہوئی ہے۔ کہ ہم نے مشرق اور مغرب کے فتنہ کو مٹانے میں تھوڑی بُہت کامیابی حاصل کی ہے

رب العٰلمین نے ہمیں کیا سکھایا

قربان ہوتی ہے جان۔ رسول کریم صلّے اللہ علیہ وسلّم کی فراست پر۔ تیرہ صدیاں پیشتر حضور نے فرمایا۔ کہ ہمارا خدا رب المسلمین نہیں۔ وہ رب الیہود والنصارٰے نہیں بلکہ وہ رب العٰلمین ہے۔ اگر یہ سمجھا جائے۔ کہ وہ صرف عیسائیوں کا خدا ہے۔ تو لازمی طور پر دُوسروں سے محبّت نہ ہوگی۔ دوسروں پر کفر کا فتوٰے ہوگا۔ اِسی طرح سے خدا کی برکات کے وارث اگر یہودی کو فرض کیا جائے تو وہ عیسائیوں اور مسلمانوں کو جہنّمی تصوّر کرینگے لیکن رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلّم نے سکھایا۔ کہ ہمارا خدا رب العٰلمین ہے۔ پس ہمیں یہود سے نصارٰے سے۔ گورے سے کالے سے۔ ہندی سے انگریز سے سب سے محبّت ہے۔ کیونکہ وہ ہمارے خدا کی مخلوق ہے۔ اور ہمارے خدا کے ہاتھ سے پرورش پاتا ہے۔ یہ نظارہ میں اپنے سامنے اس وقت دیکھ رہا ہوں۔ بُہت سی اقوام کے لوگ یہاں موجود ہیں۔ ایک بے نظیر یگانگت نظر آتی ہے۔ نہ صرف مختلف اقوام کے لوگ ہی شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔ پہلو بہ پہلو بیٹھے ہیں۔ بلکہ بڑا چھوٹے کو اپنا بھائی سمجھتا ہے افسر اپنے ماتحت کو بھائی سمجھ کر اس کے ساتھ بیٹھا ہے۔ میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں۔ اپنے مکرّم و معظّم بھائی لارڈ ہیڈلے۔ سیف الرحمٰن شیخ رحمت اللہ فاروق صاحب

کے متعلق۔ کہ خدا تعالےٰ نے ان کو سچا اسلامی جوش بخشا ہے۔ ان میں وہ صفات حمیدہ رکھی ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ بہت سے لوگوں کو ان سے متصف کرے۔ تو پچھلی عید پر انھوں نے اپنے مذہبی بھائیوں سے معانقہ کیا۔ کیا انگلستان میں کسی اور لارڈ میں یہ رنگ و بو موجود ہو سکتی ہے۔ اس زمین پر تو یہ بڑی خطرناک ہتک ہے۔ اور قطعاً کسی کے وہم میں یہ بات نہیں آسکتی۔ آج بھی نظارہ کرنے والے ان کے اس وطیرہ کو دیکھ لیں گے۔

دیکھیئے تو ہز ہائینس سر آغاخاں دوسری صف میں بیٹھے ہیں۔ اور ایک معمولی سپاہی کے ساتھ ملحق ہوکر پہلو بہ پہلو بیٹھے ہیں۔ اور ان کو فخر ہے کہ وہ اسلامی اخوت کے رشتہ میں منضبط ہیں۔ آنریبل مرزا عباس علی بیگ صاحب بھی ایک کنارہ پر محض گھاس پر بیٹھے ہیں۔ ان کو قالین کا فرش جس پر سپاہی بیٹھے ہیں میسر نہیں آسکا۔ آپ کو مبارک باد دیتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت میں شاہزادی صالحہ ہے۔ ہماری جماعت میں روسی شہزادہ شیخ عطاء الرحمٰن جلال الدین محمدؐ صاحب ہیں۔ آپ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ ہماری جماعت میں بلجیم کا وائیکونٹ مواہب الرحمٰن صلاح الدّین احمدؐ صاحب ہیں۔ ہماری جماعت میں پروفیسر ایلین وہائیٹ ہیں۔ ہماری جماعت میں میجر لیگ جمال الدین ہیں۔ ہماری جماعت میں لفٹنٹ محمد اسد اللہ ہیں۔ ہماری جماعت میں کپتان عبدالرحمٰن سکریو ہیں۔ غرض تمام طبقوں کے لوگوں کو اسلام نے انگلستان میں ملا دیا ہے۔ اور یہ رب العلمین پر ایمان لانے کا کرشمہ ہے۔

مشرق اور مغرب

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تو مشرق اور مغرب کے جھگڑے کو تیرہ صدیاں پیشتر ہی مٹا دیا تھا۔ حضور کی قدسی طاقت اور حضور کی فراست بہت ہی دور کی تھی۔ کہ آج کی مشرق اور مغرب کی نزاع کو دیکھ سکتے تھے۔ فرمایا رب المشرق والمغرب۔ اور اس سے بڑھ کر فرق کے مٹانے کے لیئے ہماری غلطی پر ہمیں متنبہ کیا۔ رب المشارق والمغارب ہندسہ دان خوب جانتے ہیں۔ کہ تمام شہر اور تمام براعظم اور زمین کا ہر نقطہ مشرق ہوتا ہے جب اس پر سورج طلوع کرتا ہے اور وہی نقطہ مغرب ہوتا ہے۔ پس ہماری

بے وقوفی ہے۔ اگر ہم اپنے تئیں مشرق یا مغرب سے منسوب کریں۔ ہم سب ایک ہیں +

اسلام نے کل انبیاء پر ایمان لانیکا حکم دیا

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک اور راہ سے بھی ہمیں ایک کرنا چاہا ہے۔ فرمایا تمام انبیاء پر ایمان لاؤ۔ ہم تمام انبیاء پر ایمان لاتے ہیں۔ اُن کے نام کے ساتھ صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔ اُن پر کوئی اعتراض کرے تو اس کا دفعیہ کرتے ہیں۔ حضرت عیسٰےؑ کی نبوت کے ثبوت رسول کریم نے دیئے۔ ان پر جو اعتراضات تھے ان کے جوابات ہوئے۔ اسی طرح حضرت موسےٰ علیہ السلام اور یعقوب اور تمام انبیاء سے ہم محبت رکھتے ہیں۔ اور یہ بڑا نسخہ ہے۔ اقوام کے ایک کرنے کا +

یادگار ابراہیمؑ اور رسول کریم کے بے غرضانہ کام

یہ دن بھی جس نے آج ہمیں جمع کیا ہے ہمارے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یادگار میں نہیں منایا جاتا۔ بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار میں ہے +

اس سے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب کی فراخی کا پتہ چلتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کو اللہ تعالےٰ نے تمام خود غرضیوں سے پاک و صاف کیا تھا آج چالیس کروڑ مسلمان حضرت ابراہیم کی یادگار کو مناتے ہیں۔ سبحان اللہ کیا شان نظر آتی ہے۔ اس میں سید البشر و افضل الرسل کی۔ دُنیا کے لیڈر تو ہر موقع پر اپنا نام بڑھانا چاہتے ہیں۔ اور آنحضور نے تمام اقوام کو ایک کرنے کے لئے انبیاء کے باپ اور اقوام کے باپ حضرت ابراہیم کی تعظیم و تکریم میں اور اُن کی یادگار میں دن مقرر کیا۔ یہود و نصاریٰ کو بہت ہی موقعہ ہے۔ کہ وہ اسلام کی قدر کریں اور اس بے نظیر تعلیم سے فائدہ اُٹھائیں +

حضرت ابراہیمؑ کی قربانی

حضرت ابراہیمؑ کی قربانی بھی بہت رحم اور کرم پر مبنی ہے۔ اس وقت ہند۔ شام عرب۔ یونان۔ امریکہ۔ افریقہ۔ اور خود انگلستان میں انسانی قربانی کا زور ہو گیا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالےٰ نے رویا میں اپنے بچہ کا ذبح ہونا دکھایا۔ اور رویہ کی

تعبیر ایک مینڈھا کا ذبح کرنا نکلا۔ حضرت ابراہیم جو اقوام اور انبیاء کے باپ ہونے کا فخر رکھتے اور بڑی عزّت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ اِس فعل کے ذریعہ سے انسانی قربانی کو دُور کرنیکا موجب ہوئے اس سے اُنھوں نے یہ دکھایا کہ کسی بزرگ نے لفظی تعمیل میں انسانی قربانی کو جائز کر دیا۔

حضرت عیسےٰ کی تعلیم

حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو بھی جب ایک فریسی نے پوچھا۔ کہ خدا کے احکام کیا ہیں تو فرمایا۔ کہ پہلا حکم یہ ہے۔ کہ ہمارا خدا واحد ہے۔ پورے دل و جان سے اور تمام طاقت سے اس کی عبادت کرو۔ اور دوسرا حکم یہ ہے۔ کہ ہمسایہ سے ایسا پیار ہو۔ کہ جیسا اپنے آپ سے۔ اُس نے کہا۔ کہ واقعی اِن دو احکام پر عمل سوختنی قربانی اور دوسری تمام قربانیوں سے بڑھ کر ہے۔ حضرت عیسےٰ نے فرمایا۔ کہ تو بہشت کے بالکل قریب ہے۔ اور ان دو احکام سے بڑھ کر اور کوئی حکم نہیں ہے۔

پس حضرت عیسےٰ کی تعلیم صاف ہے۔ اور جو تعلیم کفارہ کی ان کی طرف منسوب کی جاتی ہے بالکل متضاد ہے۔

عید الضحےٰ ووکنگ میں

از جناب مشیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹرایٹ لاء لنڈن

منزل پہ چل رہا ہے اب قافلہ ہمارا ؛ بانگ جرس برابر گدیا* سے آرہی ہے۔
ہاں اے مشیر دیکھو مشعل وہ بجھ نہ جائے ؛ ظلمت میں راستہ جو سبکو دکھا رہی ہے

۲۰ اکتوبر کو یوم چہار شنبہ عید الضحےٰ کا دن بھی آ گیا۔ اور آیا تو کس آب و تاب سے آیا۔ یہاں اب سردی شروع ہو گئی ہے۔ پانی قریب قریب روز رہتا ہے۔ موسم یوں بھی گندہ رہتا ہے۔ آفتاب نقاب پوش۔ مگر دُعا اور پھر مسلمانوں کی۔ وُہ کب خالی جا سکتی ہے۔ ۱۹ اکتوبر

* گدیا کی جگہ ووکنگ پڑھنا چاہیئے۔

کو دن خراب اور بہت خراب تھا۔ مولوی صدرالدین صاحب نے خیال کیا تھا۔ کہ شامیانہ کہیں سے مل سکے تو منگا لیا جاوے۔ یہاں سے قریب ایک شہر گلفرڈ ہے۔ وہاں پتہ چلا۔ کرایہ پر منگایا گیا۔ مگر وہاں سے یہاں آیا۔ تو معلوم ہوا کہ بیکار ہے۔ شامیانہ یہاں ہوتا نہیں۔ خیمہ بڑا سا تھا۔ مگر وہ کیا کافی ہوتا واپس کیا گیا۔ صرف دُعا پر بھروسہ رکھا گیا۔ اور الحمد للہ کہ خداوند کریم نے دعاؤں کو سُن لیا۔ ۲۰ اکتوبر کا دن غیر معمولی طور سے صاف نکلا۔ اور بڑا اچھا ہی رہا۔ دُوسرے دن پھر وہی گند کی۔ مگر دُوسرے دن سے ہم کو کیا مطلب۔ اس مرتبہ عید میں مجمع پہلے سے بھی زیادہ ہوُا۔ سپاہی بھی تعداد میں زیادہ تھے۔ افسروں نے بطور خود تعطیل لے لی تھی۔ اور غنیمت ہوُا۔ کہ مل گئی۔ ورنہ اُن سب کو بہت مایوسی ہوتی۔ مذہبی حسنات مسلمانوں کے زبردست ہوتے ہیں۔ اُن کا لحاظ لازمی ہے۔ پھر اس پردیس میں۔ اذان کی آواز بھی دل پر عجب اثر کرتی ہے۔ چہ جائیکہ اتنے بڑے مجمع کے ساتھ شریک نماز ہونا۔

خداوند کارساز کا کس قدر شکر بجا لایا جاوے۔ ایسے تو یہ حال تھا۔ کہ تیس برس تک یہاں کی مسجد قریب قریب سونی پڑی رہی۔ ہم لوگ کبھی کبھی یہاں آجایا کرتے تھے۔ وُہ بھی صرف کسی خاص موقع پر۔ مگر اب تو ماشاءاللہ ہر روز نماز ہوتی ہے۔ مسجد کی درستی بھی اب خوب ہوگئی ہے۔ مولوی صاحب کو دل سے خیال رہتا ہے۔ برقی روشنی ہے۔ گرم کرنے کو چولہا ہے۔ خدا تمام دین اور دُنیا کی برکتیں بیگم صاحبہ بھوُپال پر نازل کرے۔ کہ اُن کے صاحبزادہ حمید اللہ خان صاحب کی فیاضی سے ایک نہایت قیمتی گداز ملائم قالین بھی اب مسجد میں بچھ گیا ہے۔ جس پر سجدہ کرنے سے دل کو خوشی ہوتی ہے۔ کچھ شبہ نہیں کہ ہر مسلمان کے دل سے ریاست بھوُپال کے لیئے دُعا نکلتی ہوگی۔ یا تو وُہ پورانے قالین تھے۔ جن پر سجدہ کرنا گچ پر سجدہ کرنے کے برابر اور وہ بھی بے جوڑ۔ یا اب ایسا قالین ہے کہ جس پر سجدہ میں ہی پڑے رہنے کو دل چاہتا ہے۔ یا تو وہ سونی حالت مسجد کی تھی۔ دیوار شق ہو رہی تھی۔ سردی نے بنیاد کو پکڑ لیا تھا۔ اور یا اب صاف ستھری گرم مسجد رہتی ہے۔ اور خدا کی کارسازی یہ کہ یہ سب تبدّل مولوی صدرالدّین صاحب کی ذاتی کوششوں کا

نتیجہ ہے۔ جو لوگ مسجد کے متولّی ہیں اُن کے پاس روپیہ نہیں۔ اور صاف تو یہ ہے کہ دل بھی نہیں۔ اسلام کا ہر کام دل سے جو کیا جاوے گا پورا ہو گا۔ اب خدا نے وہ دن دکھایا ہے۔ کہ ہماری نمازوں کے لیئے مسجد کافی نہیں ہوتی۔ عید کی نماز کی تو خیر جگہ تھی ہی نہیں اُس دن ظُہر اور عصر کی نمازوں میں مسجد بھر گئی تھی۔ عید کی نماز مثل سابق عید کے باہر ہوئی۔ قالین بچھا کر۔ نماز زوال سے قبل ہو جانی ضروری تھی۔ اس کا خاص انتظام کیا گیا جو لوگ نہیں آئے تھے۔ مثلاً ہز ہائینس سر آغا خان صاحب یا لارڈ ہیڈلے بالقابہم ان کا انتظار نہیں کیا جا سکا۔ نماز شروع ہو گئی۔ لیکن جب خطبے کے لیئے مولوی صاحب کھڑے ہوئے تو اُنھوں نے لارڈ ہیڈلے صاحب پُشت پر بیٹھے دیکھا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد اُن کی نظر ہز ہائینس سر آغا خان پر بھی پڑی جو ترکی ٹوپی لیئے سب کے آخر کی صف میں معمُولی سپاہیوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ اُس وقت اسلام کی مساوات کا عجیب رُعب تھا۔ ایک شخص جو بادشاہ سے دوستی کا شرف رکھتا ہے۔ جس کی جماعت کے لوگ اُسے بادشاہ سے زیادہ ممتاز سمجھتے ہیں۔ جب نماز میں آتا ہے تو اپنے دُوسرے ساتھیوں سے مطلق کوئی امتیاز نہیں رکھتا سبحان اللہ وبحمدہٖ یہاں کے نومسلموں کا ایک طرح امتحان بھی ہو گیا۔ ایک لڑکی جس کا نام آلو Sedonia تھا اور جس کو اب زیتون کے نام پر اس لیئے فخر ہے کہ اُس نے نماز میں امام صاحب کو قرآن کریم کی آیت میں بھی زیتون پڑھتے سُنا ہے۔ ہز ہائینس کے پاس سے گذری۔ جیسے اُس کو سکھایا گیا ہے۔ السّلام علیکم اُس نے کہا۔ ہز ہائینس نے جواب دیا۔ اور پُوچھا کہ اس کے معنے بھی ان لوگوں کو بتائے گئے ہیں۔ لڑکی نے فوراً جواب دیا۔ peace be upon you۔ زیتون کی والدہ جو نہایت نیک خاتون ہے اور اسلام میں نہایت راسخ۔ وہ اور شمس الدّین سم۔ جو اکثر موذّن کی خدمت ادا کرتے ہیں وُہ سب مہمانوں کی خاطر داری میں نہایت دل سوزی دکھا رہے تھے حسب معمول اِس عید میں بھی دُور دُور سے لوگ آئے تھے۔ مختلف طبقہ مختلف ممالک مختلف رنگ کے لوگ موجود تھے۔ سب ایک خدا کے آگے سربسجدہ ہوتے تھے۔ اور زبانِ حال

سے نہ صرف اِس ملک بلکہ تمام دُنیا کو یہ پیغام پہنچا رہے تھے۔ کہ اسلام کے عروج کو موت روک نہیں سکتی۔ اگر ہم مسلمان واقعی مسلمان ہو جاویں۔ اگر ہم میں اپنے بھائیوں کی محبّت کا جوش جیسا چاہیئے ہو جاوے۔ اخوت اِتحاد پیدا ہو جاوے۔ اور اسلام سے وہی محبّت ہم لوگوں کو جو زمانہ موجودہ کے رنگ سے واقف ہیں۔ جو تعلیم عمل کی قوت کو جانتے ہیں۔ ہو جاوے۔ جس قدر ہمارے غریب بھائیوں کے دِل میں اسلام کا درد ہے۔ تو دُنیا بھر ہمارے قدموں کے نیچے ہو۔ اگر ہم اسلام کی خدمت پر دِل سے آمادہ ہو جاویں۔

اس مرتبہ یہاں کی لڑکیوں نے اسلامی شعار یہ بھی اختیار کر لیا تھا۔ کہ سر پر دوپٹہ ڈالا تھا۔ اور اب انشاء اللہ بڑی عورتیں بھی ایسا ہی کریں گی۔ رفتہ رفتہ یہ تحریکیں ہو رہی ہیں۔

ووکنگ میں الحمد للہ اسلامی تحریک زور سے ہوئی ہے۔ لیکن ابھی کافی طور سے یہاں بھی نہیں ہو سکتی۔ مالی مدد کی ضرورت ہے۔ اخراجات بڑھے ہوئے ہیں۔ ان کی خانہ پوری ہندوستان ہی سے ہو سکتی ہے۔

میں نے تو ہز ہائینس سے کہا۔ کہ لنڈن میں ایک مسجد کے شروع کر دینے کا یہی وقت ہے کچھ نہ کچھ روپیہ ہاتھ میں موجود بھی ہے۔ کام چھڑنے ہی انشاء اللہ اور مدد بھی مل جاویگی یہاں ہماری مسجد کے پاس ہی ایک بہت ہی عظیم الشان عمارت ڈاکٹر لائیز کی ہندوستانی رؤسا کے روپیہ سے بنوائی ہوئی ہے۔ جس کی بابت طلباء کے لیئے بورڈنگ ہاؤس ہونیکا خیال تھا۔ کمروں پر ریاستوں کے نام بھی لکھے ہوئے ہیں۔ رقبہ بھی بہت بڑا ہے۔ عمارت بہت شان کی ہے۔ اور شان سے زیادہ صنعت کاری سے بھی آراستہ ہے۔ لاکھوں روپیہ اُس پر خرچ ہوا۔ جب ایک معمولی شخص کو ریاستوں نے (اسلامی ریاستیں مثلاً حیدرآباد وغیرہ شریک تھیں) اس قدر روپیہ دیا۔ تو ہز ہائینس وغیرہ اگر تحریک کریں تو لنڈن میں مسجد بن جانی کیا دشوار ہوگی۔ میرے خیال میں تو بادشاہ کو بھی مدد کرنی چاہیئے۔

لنڈن میں مسجد کا کام شروع کر دیا جاوے۔ اور یہاں ووکنگ میں بھی اور زیادہ استحکام سے کام جاری کیا جاوے۔ یہاں انگریزی مسلمانوں کی ایک جماعت مضبوط ہو جانی چاہیئے مگر لنڈن کے مرکز میں بھی کام شروع کر دینا ضروری ہے۔ ووکنگ ایک دیہات میں ہے۔

لنڈن سے پچیس میل کے فاصلے پر۔ یہاں لوگ آسانی سے نہیں پہنچ سکتے۔ لنڈن میں اگر تحریک ہو تو وہاں کا اثر دُور دور تک پھیلے گا۔ اور وہاں یہ مقصد بھی ہو گا۔ کہ اسلام قابل لوگوں کے سامنے زیادہ پیش ہو سکے گا۔ ہمارا دعوےٰ تو یہی ہے۔ کہ صرف اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو عقل اور ضمیر دونوں کو مطمئن کر سکتا ہے۔ ہم یورپ کی طرف جب آنکھیں ڈالتے ہیں تو اِسی بھروسہ پر کہ یہاں کی عالمیانہ دُنیا جو مذہب سے اِس لیئے بے دل ہو رہی ہے کہ اُس کے سامنے ایک ناکارہ مذہب تھا۔ جب وہ ایسے مذہب کو دیکھے گی اور سمجھے گی جو دین اور دُنیا دونوں کے لیئے بہترین شریعت و طریقت رکھتا ہے۔ تو اُس بے دِلی میں ضرور فرق آجائے گا۔ اور وہ اسلام کی طرف ضرور رجُوع ہو جاوے گی۔

اب ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ یہ تخم جو یہاں اس امیّد کے ساتھ سرسبز ہو رہا ہے۔ ایک نوبہار پودہ جو روزافزوں ترقی کر رہا ہے۔ مضبوط کر دیا جاوے۔ اور اس کی آبپاشی وغیرہ کا معقول انتظام کیا جاوے۔ عید وغیرہ کے مجمعوں سے جو عام اثر ہوتا ہے۔ اُس سے فائدہ اُٹھانے کا یہی وقت ہے۔ اور اسلام کے واعظ اور ہونے چاہئیں۔ اور یہاں کے انتظام اشاعت کی بھی فکر چاہیے۔ لیکن یہ بات ہمیشہ یاد رکھنے کی ہے۔ کہ انتظام ایسے ہی ہاتھوں میں رہنا چاہیئے۔ جن کے دِل میں واقعی اسلام کا درد ہو۔ وجاہت طلب خودغرض حضرات چلتی گاڑی میں روڑے اٹکا سکنے کے سوا اور کچھ نہ کریں گے۔

نازپروردہ تنعّم نہ برد راہ بدوست
عاشقی شیوۂ رندان بلاکش باشد

یہ خوش قسمتی ہے۔ کہ خواجہ کمال الدّین کے جانشین بھی ویسے ہی دِل سوز اور درد مند ہیں۔ جو باوجود اکثر خونِ دل پینے کے کام کر رہے ہیں +

(بالقلم بلال نور احمد)

مشیر حسین رضؔ (قدوائی)

بائیبل میں اسلام

اسلام ایک ایسا مذہب ہے۔ جس کا یہ دعوے ہے۔ کہ اس کی ابتدار انسان کی پیدائش کے ساتھ ہی شروع ہوتی ہے۔ کیونکہ جو قوائے انسان کو عطا کیئے گئے۔ اور جو اُس کی پیدائش کے ساتھ ہی اسے ملنے چاہئیں۔ اُنہی میں سے ایک نُورِ قلب یا مذہبی اثر ہے۔ آدم جس کو ہم ابوالبشر مانتے ہیں۔ وہی پہلا مسلمان بھی تھا۔ پھر سارے نبی اسلام کے پیرو ہی رہے۔ اور اصول اسلامی پر ہی عامل تھے۔

حضرت محمد مصطفٰے صلّے اللہ علیہ وسلّم وعلی اخوانہ من النبیین سب سے آخری وہ انسان تھا۔ جس نے اصُول اسلام کو کھول کر بیان فرمایا۔ اس میں شک نہیں کہ آپکے ذریعہ سے اس مذہب نے جو فطرت انسانی کے تقاضہ کے مطابق ہونے کی وجہ سے اصل انسانی مذہب کہلانے کا مستحق ہے۔ اپنا کمال حاصل کیا۔ اور اسی لیئے وُہ سب سے بڑا مسلم اس لفظ کے صحیح معنوں میں تھا۔ چنانچہ قرآن کریم میں آپ کے متعلّق یہی لفظ بولے گئے ہیں انا اوّل المؤمنین۔ مگر قرآن کریم نے ابراہیم کو بھی مُسلم کہا ہے۔ بلکہ سارے انبیاء کو مسلم کہا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہر ایک بچہ جو پیدا ہوتا ہے وُہ بھی اسلام پر ہی پیدا ہوتا ہے۔ گویا یہی فطرت انسانی کا اصل مذہب ہے۔

اسلام کے یہ دعاوے اس امر کے محرّک ہوتے ہیں۔ کہ دوسری کتب مقدّسہ کو دیکھا جائے۔ کہ کیا وہ بھی اسلام کے ان دعاوی کے مویدہیں یا نہیں۔ گو یہاں سب سے بڑی مشکل پہلے یہ آن پڑتی ہے۔ کہ تاریخی رنگ میں مستند کتابیں کہاں سے لائیں۔ ہم ان کتابوں کی عزّت کرتے ہیں۔ مگر اس سے کس کو انکار ہو سکتا ہے۔ کہ ان کے متعلق یہ تاریخی ثبوت میسّر نہیں آتا۔ کہ بلاکم وکاست وُہ ان انبیار کی تعلیم ہی جن کی طرف منسُوب کی جاتی ہے۔ بلکہ اس کے برخلاف ان میں تغیر و تحریف کا صاف ثبوت ملتا ہے۔ اربین

صورت ہم انہی کتابوں کو لیں گے جیسی مل سکتی ہیں۔ گو ان میں صداقت کہیں کہیں ہی ملتی ہو۔ اب مثلاً پُرانے عہدنامہ کو لو۔ جسے یہود اور عیسائی دونوں قومیں اپنی کتاب مقدس تسلیم کرتی ہیں۔ استثناء چھٹے باب کی چوتھی اور پانچویں آیت میں ہے "سن لے اے اسرائیل خداوند ہمارا خدا اکیلا خداوند ہے۔ تو اپنے سارے دل اور اپنے سارے جی اور اپنے سارے زور سے خداوند اپنے خدا کو دوست رکھ۔" اب یہ الفاظ حقیقی اسلامی رُوح کو اپنے اندر لیئے ہوئے ہیں۔ اور ایک سچّے مُسلم کے سوائے دُوسرے کے مُونھ سے نہیں نکل سکتے۔ یہ تعلیم صاف طور پر ہمیں ہدایت دیتی ہے۔ کہ ہمارا سارا خلوص ساری محبّت اور ساری عبادت صرف ایک اور ایک ہی خدا کے لیئے ہونی چاہیئے۔ نہ یہ تثلیث کے لیئے جگہ چھوڑتی ہے۔ نہ اور کسی قسم کا خدا کی ذات میں کثرت کا خیال تک ہمارے دل میں آنے کے لیئے جگہ چھوڑتی ہے۔ جو ایک ہے وہ بُہت نہیں ہو سکتے۔ اور جب ساری محبّت ایک خداوند کے لیئے خاص کرنی ہے۔ تو پھر دُوسرے کسی خدا کے لیئے کچھ باقی نہیں رہتا۔ یہی حال دیگر انبیاء کی تعلیم کا ہے۔ جن کی کتابیں پُرانے عہدنامے میں پائی جاتی ہیں یسعیاہ کی کتاب میں ہے کہ "میں خداوند ہوں۔ یہ میرا نام ہے۔ اپنا جلال میں کسی دُوسرے کو نہیں دُوں گا نہ میری حمد تراشے ہوئے بتوں کو دی جائے گی۔" ملاکی میں ہے "میں خداوند ہوں جو بدلتا نہیں۔"

آخری کتاب مقدس قرآن کریم۔ کی وُہ آیات جو ایک خدا پر ایمان لانے کے متعلق ہیں۔ اور جن کا تعلق حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ اور یعقوبؑ اور آپ کے بعد بنی اسرائیل کے انبیاء سے ہے۔ اب ہم اُن کا ترجمہ ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔

"اور جب ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اس گھر (بیت اللہ) کی بُنیادیں اُٹھاتے تھے۔ اور یُوں دُعا کرتے تھے۔ کہ اے ہمارے رب ہم سے قبُول فرما۔ تو سُننے والا جاننے والا ہے۔ اے ہمارے رب۔ ہم دونوں کو بھی اپنے مُسلم بنا۔ اور ہماری نسل میں سے اپنے لیئے ایک مسلم قوم بنا۔ اور ہماری عبادت کے طریق ہم کو سکھا۔ اور ہم پر رجُوع مرحمت فرما۔ تو بُہت رجُوع مرحمت فرمانے والا۔ مہربان ہے۔

اَے ہمارے رب ان کے اندر ایک رسول مبعوث فرمائیو۔ جو تیری آیات اُن پر پڑھے اور اُن کو کتاب اور حکمت سکھائے۔ اور اُن کو پاک کرے۔ تو غالب حکمت والا ہے۔
اور کون شخص ابراہیمؑ کے مذہب کو چھوڑتا ہے۔ مگر وہی جو سفیہ بنتا ہے۔ کیونکہ ہمنے تو ابراہیمؑ کو دُنیا میں بھی برگزیدہ بنایا۔ اور آخرت میں بھی صالحین میں سے ہے۔
جب اُس کے رب نے اُسے فرمایا۔ فرمانبردار ہو جا۔ تو اُس نے کہا میں سارے جہانوں کے رب کا فرمانبردار ہو چکا۔
اور اسی بات کی وصیّت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں کو کی۔ اور یعقوبؑ نے بھی۔ اے میرے بیٹو۔ اللہ نے تمہارے لیئے ایک دین چُن لیا ہے۔ سو تم پر موت نہ آئے۔ مگر ایسی حالت میں کہ تم مسلم ہو۔
کیا تم اُس وقت موجود تھے جب یعقوبؑ بستر مرگ پر تھے۔ جب اُس نے اپنے بیٹوں کو کہا۔ کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے۔ اُنھوں نے کہا۔ ہم تیرے خدا اور تیرے باپ دادوں ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق کے خدا کی عبادت کریں گے۔ جو ایک خدا ہے۔ اور ہم اُسی کے کامل فرمانبردار ہیں۔
یہ لوگ گذر چکے۔ اُن کے لیئے جو اُنھوں نے کمایا۔ اور تمہارے لیئے جو تم نے کمایا اور جو کچھ وہ کرتے تھے اُس کے متعلق تم سے سوال نہیں کیا جائے گا"
اُن تمام آیات سے اِسی طرح یہ بات عیاں ہے جس طرح پُرانے عہدنامے کے حوالوں سے کہ تمام انبیاء کا مذہب اسلام ہی تھا۔ مگر چونکہ یہود جن کے مذہب کی بنیاد پُرانے عہدنامہ پر ہے۔ توحید اسلامی کے اصل اصُول کا انکار نہیں کرتے۔ البتہ عیسائیوں نے تثلیث کے عقیدہ کو رواج دے کر اللہ تعالےٰ کی توحید خالص کے مسئلہ کو بالکل جواب دے دیا ہے۔ اِس لیئے اب ہم نئے عہدنامہ کے چند حوالجات لیتے ہیں۔ کہ آیا خود حضرت مسیحؑ کا مذہب توحید الٰہی کے متعلق وہی تھا۔ جو اسلام نے سکھایا۔ یا اسلام کے خلاف وہ تثلیثی مذہب تھا جس پر نصاریٰ زور دیتے ہیں۔ مرقس ۱۲ بابؑ میں ایک فقیہ کا قصّہ لکھا ہے۔ جو حضرت مسیح علیہ السلام کے پاس مذہب کے اصل اصُول سیکھنے کیلئے

آیا تھا۔ جو جواب اس کے سوال کا حضرت مسیح نے دیا۔ اور پھر جو کچھ اُس پر فقیہ نے اللہ تعالےٰ کی توحید کے متعلق خیالات کا اظہار کیا۔ اس کو جس طرح حضرت مسیح نے پسند فرمایا یہ سب باتیں صاف بتاتی ہیں۔ کہ حضرت مسیح درحقیقت انہی اصول کے پیرو تھے۔ اور انہی اصول کی تعلیم دیتے تھے۔ جو مذہب اسلام کے بنیادی اصول ہیں۔ حضرت مسیح اور اُس فقیہ کی یہ دلچسپ گفتگو اس قابل ہے۔ کہ انجیل نویسوں کے اپنے الفاظ پڑھے جاویں۔ دیکھو مرقس ۱۲: ۲۸-۳۴۔

"اور تب فقیہوں میں سے ایک جس نے ان کا سوال وجواب سن کے سمجھا۔ کہ اُس نے انھیں خوب جواب دیا۔ پاس آیا اور اس سے پوچھا۔ کہ سب حکموں میں اوّل کون ہے یسُوع نے اس سے جواب میں کہا۔ کہ سب حکموں میں اوّل یہ ہے کہ اے اسرائیل سُن۔ وُہ خداوند جو ہمارا خدا ہے ایک ہی خداوند ہے اور تو خداوند کو جو تیرا خدا ہے۔ اپنے سارے دل سے اور اپنی ساری جان سے اور اپنی ساری عقل سے اور اپنے سارے زور سے پیار کر" اوّل حکم یہی ہے۔

"اور دوسرا جو اس کی مانند ہے یہ ہے۔ کہ تو اپنے پڑوسی کو اپنے برابر پیار کر۔ ان سے بڑا اور کوئی حکم نہیں ہے"

"تب اُس فقیہ نے اُس سے کہا۔ کیا خوب اے اُستاد تو نے سچ کہا۔ کیونکہ خدا ایک ہی اُس کے سوا اور کوئی نہیں اور اُس کو سارے دل سے اور ساری عقل سے اور ساری جان سے اور سارے زور سے پیار کرنا اور اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھنا سب سوختنی قربانیوں اور ذبیحوں سے بہتر ہے"

"جب یسوع نے دیکھا۔ کہ اُس نے دانائی سے جواب دیا۔ تو اُس سے کہا تو خدا کی بادشاہت سے دُور نہیں اور بعد اس کے کسی نے جرأت نہ کی۔ کہ اُس سے سوال کرے"

آخری فقرہ سے حضرت مسیح کا عقیدہ نجات کے متعلق کیا صاف نظر آتا ہے۔ ایک خدا پر ایمان لاکر اور اُس ایک ہی خدا کے سارے زور اور سارے دل اور جان سے عبادت کرکے اور اپنے ہمسایہ سے محبت کرکے ایک انسان خدا کی بادشاہت میں داخل ہوسکتا ہے

اس کے بعد یہ کیسی جرأت ہوگی۔ کہ اُس پاک اور خالص توحید کو چھوڑ کر جس کے ذریعہ سے انسان خدا کی بادشاہت میں داخل ہو سکتا ہے اور صرف اسی کے ذریعہ داخل ہو سکتا ہے تثلیث پر ایمان لایا جائے اور اسے نجات کا بنیادی پتھر ٹھہرایا جائے اور حضرت مسیح کے خون کو گناہوں سے پاک کرنے کا آلہ بتایا جائے۔ لوقا کا مذہب وہی تھا جو اوپر کے مرقس کے حوالہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ بلکہ وہ لفظ ہمسایہ کو اور بھی وسیع کر کے اسلامی تعلیم کے اور بھی قریب ہو گیا ہے۔

اگر صاف دلی سے انجیل کو پڑھا جائے تو صاف نظر آتا ہے۔ کہ مسیح کا مذہب اللہ تعالےٰ کی توحید کے لحاظ سے اصل اسلام تھا۔ ہاں یہ سچ ہے۔ کہ چونکہ ابھی زمانہ اس بات کا مقتضی نہ تھا۔ اس لئے اس تعلیم کو کامل کرنا ازل سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہی سپرد کیا گیا تھا۔ وہی تعلیم کے اصول تھے۔ مگر ان کو کمال تک پُہنچانے کے لئے دنیا کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ضرورت تھی۔ کیونکہ آپ کے بغیر یہ کام نہیں ہو سکتا تھا۔ آپ نے صاف کہدیا۔ ماکنت بدعا من الرسل۔ وہی رسالت اور نبوت نے جسے لوگ پہلے بھی لے کر آتے رہے۔ اصول بھی وہی ہیں۔ میرا خدا کوئی الگ خدا نہیں۔ وہی خدا یہودیوں اور عیسائیوں کا بلکہ کل دُنیا کا خدا ہے۔ ہاں یہاں تک اپنی تعلیم کو وسعت دی کہ انبیاء کی تعلیم میں جو اصول مشترک ہے۔ یعنی توحید باری تعالےٰ اُس پر سب قائم ہو جائیں۔ قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ۔ اصول مشترک کو نکال کر جس قدر زوائد لگائے گئے ہیں کہ کسی نے ...... کسی کو اپنا شفیع اور خدا کا شریک بنالیا کس نے کسی کو۔ ان سب کو نکال دو باقی جو کچھ مشترک اصول رہجائے اُس کو محکم پکڑ لو۔ بُہت عیسائیوں نے اس اصول کو تسلیم کیا اور اسلامی سلسلۂ اخوت میں منسلک ہو گئے آج بھی نسل انسانی کے بھی خواہ ایک عظیم الشان فائدہ دُنیا کو پُہنچا سکتے ہیں۔ اور نسل انسانی میں ایک عام سلسلۂ اخوت قائم کر سکتے ہیں۔ اگر اس اصول کو تسلیم کر لیا جائے۔ کہ سب کے سب ایک ہی خدا پر ایمان لائیں اور دوسرے انسانوں سے خواہ وہ کسی مُلک کسی

قوم کسی رنگ کے لوگ ہوں یکساں سلوک کریں۔

ایک خدا کی عبادت کرنا اور تمام انسانوں کی بھلائی میں لگ جانا یہ اسلام کا اصل الاصول ہے۔ یہی تمام مذاہب کا بُنیادی اصُول تھا۔ جب وہ اپنی اصلیت پر قائم تھے۔ آؤ سب متفق ہو کر پھر اس اصل الاصول پر قائم ہو جائیں۔ تاکہ سب انسان بھائی بھائی ہو کر دنیا پر رہ سکیں۔ ایک دوسرے سے برادرانہ محبّت کا برتاؤ کریں اور ایک ہی خالق اور ایک ہی مالک کی عبادت کریں جو مشرق اور مغرب دونوں کا مالک اور اکیلا ہی مالک ہے۔ اور اس سب کا بھی جو اس زمین پر ہے۔ مسیح کی اصل اور خالص تعلیم یہی اسلامی تعلیم تھی۔ اور انجیل کے وہ بیانات جن میں تحریف اور تغیرّ و تبدل واقع نہیں ہُوا۔ یہی ثابت کرتے ہیں۔ جیسا کہ مسٹر کیمبیر بولٹن ایف۔ آر۔ جی۔ ایس وغیرہ پریزیڈنٹ سائیکولاجیکل سوسائٹی لنڈن نے ثابت کیا ہے۔ مثلاً "ہمارا ایک باپ ہے یعنی خدا" اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ خدا سب کا یکساں خدا ہے "تم سب بھائی ہو" اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سارے مرد اور ساری عورتیں ایک ہی سلسلۂ اخوّت میں منسلک ہیں "تم سب میں ایک ہی خدا ہے" اس سے معلوم ہوُا۔ کہ ہم سب میں الوہیّت کی ایک چنگاری ہے۔ اور اس طرح ہم سب بڑے بھائی کی طرح اسی صفات سے حصّہ لینے والے ہیں "ہم خدا کے فرزند ہیں۔ اور اگر فرزند ہیں تو وارث۔ خدا کے وارث اور مسیح کے ساتھ وارث" اس سے معلوم ہوُا۔ کہ خدا انسانی جذبات کے ماتحت نہیں ہو سکتا۔ بلکہ انسان خود ایک رُوح ہے۔ جو جب تک یہاں ہے ایک جسم خاکی میں ہے اور ہم سب زندہ خدا کے روحانی فرزند ہیں "میں اُٹھوں گا اور سیدھا خدا کے پاس جاؤں گا" اس سے کسی کے دوسروں کے منجی ہونے کا عقیدہ باطل ہوتا ہے "جو کچھ آدمی بوتا ہے وہی کاٹے گا" اس لیئے ہر گناہ جو ہم کریں۔ اُسکے پورے جوابدہ ہیں۔ ہر مرد اپنے کاموں ہر عورت اپنے کاموں کی "ہمیشہ دعا میں لگے رہو" یہ اِسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہماری روزمرّہ کی زندگی عملی رنگ میں دُعا ہو جائے۔ پس ہر ایک اچھا کام اور محبت کا خیال دُعا ہے "بہشت کی بادشاہت (اسلیئے دوزخ بھی) تمہارے اندر ہے" پس بہشت اور دوزخ خارج سے نہیں آتے بلکہ انسان

کے اپنے اندر سے ہی بنتے ہیں۔ جو سوال ہم سے ہوگا وہ یہ نہیں ہوگا کہ تمہارے کیا عقائد تھے۔ کس چیز کو کیا مانتے تھے۔ بلکہ یہ کہ تم نے خدا کی حمد اور اُس کے جلال کے لیئے کیا کام کیا اپنے بھائیوں اور بہنوں کی بھلائی کس طرح پر کی۔ اپنے جسم اپنی جان اور اپنی رُوح کی بہتری کے لیئے کیا کیا کیونکہ "ایمان بغیر اعمال کے مردہ ہے"

مراقش سے ایک پیغام

ایک فرانسیسی معززی۔ جو اب مراقش میں ہے ذیل کی چٹھی پروفیسر لیون کو ملی ہے جس کا ترجمہ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔

سفران - مراقش

۱۲- ستمبر ۱۹۱۵ء

پیارے بھائی

۱۸۹۹ء کے قریب میں اس پرچہ الہلال کا خریدار تھا۔ اور مجھے خیال پڑتا ہے۔ کہ مَیں نے ان دنوں میں آپ کا نام بھی اس پرچہ میں دیکھا۔ جو شاید لِورپول مُسلم کالج کے پروفیسروں کی فہرست میں تھا۔

میں خیال کرتا ہوں کہ آپ فرانسیسی الاصل ہیں۔ جیسا کہ آپ کے نام سے ظاہر ہوتا ہے گو میں انگریزی زبان سے واقف ہوں۔ اور اُسے پڑھ بھی سکتا ہوں۔ لیکن اس کا لکھنا کچھ مشکل ہے۔ اور مجھے اپنے اُوپر اس بارہ میں اطمینان نہیں ہے۔ اِس لیئے میں چاہتا ہوں کہ انگریزی نژاد مسلمانوں سے خط وکتابت کروں۔ کیا آپ اس کا کچھ انتظام کر سکتے ہیں۔ تاکہ اُن کے اور میرے درمیان رابطہ دوستی قایم ہو جائے۔

فوجی خدمت اور زندگی کے لیئے جد وجہد نے مجھے بہت سالوں سے الہلال سے محرُوم کر رکھا ہے۔ مجھے اسلامک ریویو سے بہت خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اور میرا دل ہاتھوں اُچھلتا ہے۔ جب میں آئے دِن نومسلموں کے نئے نئے نام دیکھتا ہوں۔

میرا ارادہ تھا۔ کہ رخصت کے دنوں میں ووکنگ کی زیارت کرتا۔ لیکن جنگ کی وجہ سے رک گیا۔ اور اب میں فوجی خدمت میں دُوسری جگہ آگیا ہوں۔ اور مجھے اپنی خدمت پر حاضر رہنا ضروری ہے۔ میرے دل میں بڑا اشتیاق ہے۔ کہ اپنے انگریز مسلمان بھائیوں سے ملکر گفتگو کروں۔ لیکن اختتام جنگ سے پہلے ایسا نہیں کر سکتا۔ چار سو مؤمنین کا ووکنگ میں عید الفطر کی نماز پر جمع ہو جانا بہت ہی عظیم الشان اور رُوح افزاء نظارہ ہوگا۔ قرآن شریف کا نیا ترجمہ جب چھپے تو میں اُسے بہت خوشی سے لوں گا۔ میں اور میرا والد فرانس میں ۱۸۹۹ء میں مسلمان ہوئے تھے۔ بہت سے فرانسیسی لوگ مسلمان ہوئے ہیں۔ فرانس میں بھی اور الجیریا میں بھی۔ میرا باپ ڈاکٹر گرینیر سے واقف تھا۔

آپکا بھائی

ایم۔ جے۔ بورٹ

محمدؐ اور مسیحؑ

ایک انگریزی نژاد خاتون امینہ کی قلم سے

مذکورہ بالا دو نام یعنے محمدؐ و مسیحؑ ایسے ہیں جن کا دُنیا کے قلب پر اتنا بڑا اثر ہے کہ اسکے مقابل میں تمام اثرات ہیچ ہیں۔ لیکن ان دونوں میں فرق بھی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ نبی عرب صلے اللہ علیہ وسلّم کی تعلیم محفوظ ہے۔ اور مسیح کی محفوظ نہیں۔ نبی کریم صلعم کی تعلیم کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ محمد صلعم نے بنی نوع انسان کی بھلائی اور دُنیا میں امن قائم کرنے کے لیئے جو کار نمایاں سرانجام فرمائے ہیں وہ گذشتہ یا موجودہ کسی انسان سے نہیں ہو سکے۔ برخلاف اس کے نبی ناصری کی تعلیم اس قدر بدل گئی ہے۔ اور اپنی اصلیت اور مفہوم سے اس قدر دور جا پڑی ہے۔ کہ اب اسے اُن کی طرف منسُوب کرنا غلطی ہے۔ من گھڑت مسئلے۔ پادریوں کی فرقہ بندی۔ توہمات اور جھُوٹے عقائد اس قدر مخلوط ہو گئے ہیں۔ کہ تعلیم حقیقت سے بہت دُور ہٹ کر کفر اور ضلالت کے گڑھے میں جاگری ہے

موجودہ عیسویت جو کہ گرجوں میں سکھائی جاتی ہے وہ بعد کی اختراع ہے نہ کہ مسیح کی سچی اور سادی تعلیم۔ دُنیا میں کسی مذہب نے نوع انسان سے وُہ سلوک نہیں کیا۔ جیساکہ اس مذہب نے جو آجکل عیسائی مذہب کہلاتا ہے۔ ایک طرف تو حضرت مسیح یہ چاہتے تھے کہ یہود اور غیر یہود لوگوں کے درمیانی فرق کو اُٹھا دیا جائے۔ دوسری طرف مسیح کے پیروؤں نے ذات۔ قومیت۔ نسل۔ فرقہ بندی اور رنگ کی لاتعداد دیواریں بنی نوع انسان کے درمیان پیدا کر دی ہیں۔ اس لیئے آجکل جو تصویر پیش کی جاتی ہے۔ اس میں عیسویت اور اسلام کی تعلیموں میں بڑا فرق نظر آتا ہے۔ یہاں تک دونوں نبیوں کے اخلاق میں بھی فرق محسُوس ہوتا ہے۔ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تو تصویر ایسی نظر آتی ہے۔ کہ ایک شخص ہے جس کی صحت جسمانی نہائت اعلےٰ اور حالت قلبی نہایت سلیم۔ اولوالعزم۔ صاحب استقامت۔ دلیر اور جری۔ دوربین۔ صاحب اخلاق حسنہ۔ وہ بحیثیت ایک انسان کے اپنے تئیں پیش کرتا ہے۔ اور انسانیت کے کمال کو اپنے وجود میں دکھلاتا ہے سچا۔ وفادار مخلص۔ بلند حوصلہ انسان۔ ہاں ایک ہیرو جیساکہ کارلائل نے لکھا ہے۔ عرب کا یہ نبی خوب جانتا تھا۔ کہ ایک یتیم فرزند۔ ایک محبّتی شوہر۔ ایک شفیق باپ۔ ایک بہادر سپاہی۔ ایک عظیم الشان مقنن یا منتظم کیا ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ تمام واقعات آپ کی زندگی میں پیش آئے اور آپ نے اُن میں سے ہر ایک شعبہ اور حالت میں اپنے آپ کو ان خطابات کا حقیقی مصداق ثابت کیا۔ چونکہ آپ پر انسانی زندگی کے مختلف حالات وارد ہوئے۔ اس لیئے آپ نے اُن سے کما حقہٗ واقف ہو کر اپنے نمونہ سے زندگی کے ان مختلف شعبوں کے لیئے سچی ہدائت کے نمونے قائم کیئے۔ برخلاف اِس کے بدقسمتی سے مسیح ہمیشہ محکوم ہی رہا۔ خود مسیح کے اپنے پیروؤں نے جو نقشہ آنجناب کا کھینچا ہے۔ وُہ یہی ہے۔ کہ ایک غمگین و اُداس انسان جو دُنیا کی طرف سے مایوس ہے۔ دُنیا کے گناہوں کو دیکھ دیکھ کر کُڑھتا ہے۔ لیکن اسے دُنیا کی تبدیلی یا ترقی کی ذرا بھی امید نہیں۔ مسیح علیہ السّلام کی جو تصویریں کھینچی گئی ہیں اور جو بُت بنائے گئے ہیں۔ اُن میں بھی صاف نقشہ آپ کی عدم صحت مزاج کا کھینچا گیا ہے۔ گویا قبل اس کے کہ آپ ناکامی کے انتہائی مقام یعنے صلیب پر لٹکائے جائیں۔ آپ

پہلے ہی سے اپنی زندگی کی ہر منزل میں ضعف اور عاجزی کی مجسّم تصویر تھے۔ پھر کیا تعجّب کا مقام ہے جو اُن لوگوں نے جن کو "زمینی کیڑے"۔ "بدنصیب گناہگار" اور خدا جانے کیا کیا کہا جاتا ہے۔ ایسے مذہب کا انکار کیا۔ جو اس قسم کے ذلیل القاب اُنھیں عطاء کرتا ہے۔ اگر خدا نے انسان کو بنایا ہے۔ تو یہ خدا کی کتنی ہتک ہے۔ کہ اُس کی کاریگری کے اعلےٰ نمونہ یعنے انسان کو "زمینی کیڑے" اور "گم شدہ بھیڑوں" کے لقب سے یاد کیا جائے۔ کیا اچھا ہوتا کہ انسان کو بیدار کرنے کے لیئے اُس کی اعلےٰ خلقت کی طرف اشارہ کیا جاتا۔ اور اُسکو بتایا جاتا۔ کہ تو کس قدر اعلےٰ مخلوق ہے۔ اور کیا کیا اعلےٰ کام تو کر سکتا ہے۔

جب خدا نے اسے اپنی شکل پر بنایا اور اُسے اپنا خلیفہ بنایا۔ تو پھر اُس کی رُوح ابتداءً گناہوں سے پاک ہے۔ اور اُس میں بڑی بڑی قوتیں مخفی ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تصویر کیسی شان دار اور مؤثر ہے۔ مضبوط اور مُستعد۔ صحیح الجسم اور صحیح القوی۔ جہاں کہیں مدد کی ضرورت ہو تو فلسفیانہ فرضی ہمدردی کے فقروں کے پیچھے نہیں۔ بلکہ عملی طور پر نہائیت خوشی اور شفقت کے ساتھ مدد دینے کو موجود۔ حوصلہ بڑھانے اور تسلّی دینے کو ہر وقت حاضر۔ ظلم اور تعدّی کا دشمن۔

اس میں شک نہیں کہ مسیح کی تکالیف و آلام میں ایک درد انگیز دلکشی ہے۔ مگر ساتھ ہی اس کے وُہ نمونہ غرق ہو جاتا ہے۔ جس کی تقلید کی نوع انسان کو ضرورت ہے۔ انسانیت کا سچا نمونہ وہ ہونا چاہیئے جس میں ہر قسم کا رنگ نمایاں ہو۔ اور بدی اور ظلم کو مغلوب کرنے کی اُس میں طاقت ہو۔ جو نہایت دلیری کے ساتھ زندگی کی تمام خوبیوں کو پوری تفصیل کے ساتھ اپنے وجود میں دکھلا دے۔ اور جو اس دُنیا میں بھی اپنے رفیقوں کی حمایت میں ہاتھ اُٹھا سکے۔ اور محض آخرت کی خوشیوں کے سبز باغ دکھا کر ہی یاروں کو تسلّی نہ دے لیا کرے اُس کی محنت اور سعی کا پھل کچھ دُنیا میں بھی نظر آوے۔ اور اُس کی دانائی وحکمت پر زمانہ فخر کرے۔ مسیح کے ہمیشہ مظلوم رہنے نے مسیحیوں کے سامنے انسانی ترقیات اور کمال کے معیار کو بہت گرا دیا۔ لے دے کر ایک گرفتار بلا بیکسی کا نمونہ سامنے آجاتا ہے۔ اور بس۔ خدا جانے پادریوں کے پنجہ میں کب تک دُنیا گرفتار رہے گی؟ اور کب تک بچائے خود

محقق بننے کے گرجے کی کورانہ تقلید کو دستور العمل بنایا جائے گا؟ - اسلام ہی ایک مذہب ہے جس سے تمام امیدیں وابستہ ہیں - یہ اپنے پیروؤں سے ایسے خیالات نہیں منواتا جو ناممکنات میں سے ہوں - ایسے عقائد نہیں پیش کرتا - جو غیر معقول ہوں - اس کی سادی اور عمدہ تعلیم میں کوئی بات ایسی نہیں - جس پر انسان اپنی روزمرّہ کی زندگی میں عمل نہ کرسکے - تمام ضروریات اور شعبوں کے لیئے اس میں قوانین ہیں - یہ ایک مذہب ہی جسکی بُنیاد کسی گناہ کے وجود پر نہیں - بلکہ اس کی بنا ر امید - ایمان اور شفقت علےٰ خلق اللہ پر ہے

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک مختصر خاکہ

(از قدوائی -)

حضرت محمد صلعم جو عبداللہ اور آمنہ کے فرزند تھے - اور قریش کے ایک عالی خاندان میں سے تھے - مکّہ میں ۵۷۰ء میں اپنے والد بزرگوار کی وفات کے تین ماہ بعد پیدا ہوئے - بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے ایک خواب دیکھا تھا - اور اُس میں اُن کو یہ بتلایا گیا تھا - کہ آپ کا نام محمدؐ رکھا جائے - جس کے معنے ہیں تعریف کیا گیا - اسی لیئے آپ کے داد، عبدالمطلب نے اپنے یتیم پوتے کا یہی نام رکھّا - بیوگی کے غم نے آپ کی والدہ کا دُودھ خشک کردیا تھا - اِس لیئے رواج کے مُطابق آپ کو ایک انّا کے سپرد کیا گیا جن کا نام حلیمہؓ تھا - اور جو بنی سعد کے قبیلہ میں سے تھیں آنحضرت صلعم جب تمام عرب کے دُنیوی اور دینی بادشاہ ہو گئے تھے - اُس وقت بھی اپنی انّا کے ساتھ ایسے محبّت کا برتاؤ کرتے تھے - اور اِس قدر شکریہ ادا کرتے تھے جو حدِّ بیان سے باہر ہے - اور اُس کی اولاد کے ساتھ بھی ویسا ہی سلوک کیا کرتے تھے

الغرض جب آپ کی عمر پانچ سال کی ہوئی۔ تو آپ کی انا آپ کی والدہ کے پاس واپس لائی۔ مگر ابھی آپ کی عمر چھ سال کی تھی۔ کہ آپ کی والدہ کا سایہ ہمیشہ کے لیئے آپ کے سر سے اُٹھ گیا۔ اور اُس دُرِ یتیم کی پرورش بوڑھے دادا کے سپرد ہوئی۔ مگر وہ بھی دو سال بعد قضا کر گئے۔ اور آپ کی پرورش ابو طالب جو آپ کے چچا اور حضرت علیؓ کے باپ تھے۔ سپرد ہوئی۔ اس طرح آپ نے والدین کی آغوش شفقت کا مزہ کچھ بھی نہ چکھا مگر اپنی زندگی بھر آپ اپنے متبعین کو اپنے والدین کی خدمت اور تابعداری کی ہمیشہ تاکید فرماتے رہے۔ اور یہ لطیف فقرہ فرمایا کرتے تھے کہ "جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ باوجود اس کے کہ آپ بچپن سے نہائیت قوی الجثہ تھے۔ اور آپ کی صحت نہائیت اعلےٰ درجہ کی تھی۔ مگر آپ کبھی لہو و لعب میں شامل نہیں ہوئے۔ بلکہ ایک دفعہ اپنے ایک رفیق سے کہا کہ "انسان نہائیت ہی اعلےٰ غرض کے لیئے پیدا کیا گیا" جلدی ہی آپ کے تمام ہموطن اور شہر کے لوگ آپ کے مداح اور شیدا بن گئے۔ اور آپ کو سب نے بالاتفاق صادق اور امین کا لقب دے دیا۔ بارہ سال کی عمر میں آپ نے اپنے چچا کے ساتھ شام کا سفر کیا۔ پچیس ۲۵ سال کی عمر میں آپ خدیجہ بنت خولد کی طرف سے جو قریش کے ایک خاندان کی بی بی تھیں اسباب تجارت لے کر دمشق گئے۔ حضرت خدیجہ آپ سے عمر میں پندرہ ۱۵ سال بڑی تھیں۔ آپ نے تجارت کو نہایت قابلیت سے نباہا۔ اور بہت بڑا منافع خدیجہ کو لا کر دیا۔ خدیجہ نے آپ کے حُسنِ سیرت و حسن صورت اور قابلیت کو دیکھ کر آپ سے نکاح کر لیا۔ جیسے جیسے خدیجہ کو آپ کی خوبیوں کا پتہ لگتا گیا ویسے ویسے اُن کی محبت آپ سے بڑھتی گئی۔ اور آپ بھی اُن سے کچھ کم محبت نہ رکھتے تھے۔ نکاح کے بعد خدیجہ کے کاروبار میں آپ ویسی کامیابی حاصل نہ کر سکے جیسی کہ نکاح سے پہلے کی تھی۔ مگر پھر بھی آپس کی محبت و اتفاق میں کوئی فرق نہ آیا۔

جب آپ کی عمر پینتیس سال کی تھی۔ اُس وقت آپ نے اپنے ملک کو خونریز جنگ سے بچا لیا۔ جو حجر اسود کے اپنے مقام پر رکھنے کے متعلق چھڑ جانے کو تھی۔ اس کے سوائے اور کوئی واقعہ ایسا نہ ہوا۔ جو آپ کی شخصیت کو پبلک میں کوئی خاص اہمیت

دیتا۔ اگرچہ آپ کی ساری زندگی ہی مفید کاموں میں خرچ ہوتی تھی۔ چالیس سال کی عمر میں آپ کی زندگی کا وہ حصّہ شروع ہوتا ہے۔ جس نے دُنیا کی تاریخ پر ہمیشہ کے لیئے اپنا یادگار نشان چھوڑا۔ آپ غار حرا میں تھے۔ اور رمضان کا مہینہ تھا۔ جو یہ وحی نازل ہوئی "اقرا باسم ربك الذی خلق ۔ خلق الانسان من علق ۝ اقرا و ربك الاکرم الذی علم بالقلم ۝ علم الانسان مالم یعلم ۝ ۔ پڑھ اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا (تمام اشیاء کو)۔ جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھ تیرا رب بہت بزرگی اور بخششوں والا ہے۔ جس نے قلم کا استعمال سکھلایا۔ اور انسان کیونکہ وُہ کچھ سکھلاتا ہے۔ جو وہ جانتا نہ تھا۔

اُوپر کی وحی وہ ہے۔ جو وقتاً فوقتاً نبی امی کو شروع شروع میں ہوتی رہی۔ اور جو آپ کے رُوحانی عظیم الشان کارنامہ کے لیئے بطور پیش خیمہ کی تھی۔ الغرض خدائے قادر کا یہ فرمان پہنچا۔ تو آپ نے نہائت عجز اور فرمانبرداری کے ساتھ اس بوجھ کو اپنے سر پر اُٹھایا۔ اور دل وجان سے نہایت عزم مصمّم کے ساتھ اسکی تعمیل میں لگ گئے۔

مثل ہے "اوّل خویش بعدہٗ درویش"۔ آنحضرت صلعم نے پہلے اپنے خاندان کے لوگوں کو ہی تبلیغ کرنی شرُوع کی۔ اور اُس نور کی اُنھیں خبر کی جو آپ کو خدا کی طرف سے ملا تھا اس لیئے جن لوگوں نے سب سے پہلے آپ کو راستباز مانا۔ وُہ وہی تھے جو آپ کے اندر باہر تمام حالات سے خوب واقف تھے۔ میں اپنی بجائے مؤرّخ گبن کی تحریر کو پیش کرتا ہوں وہ کہتا ہے:"محمد صلعم پر سب سے پہلے نہائت جوش اور اخلاص کے ساتھ وہ لوگ ایمان لائے۔ جو آپ کے نہائت قریبی تھے۔ اور اس لیئے آپ کی بشری کمزوریوں سے سب سے زیادہ واقف کار تھے۔ مثلاً آپ کی بی بی۔ آپ کے غلام۔ آپ کے شاگرد آپ کے دوست۔ خدیجہ نے اپنے شوہر کی کلام کو تسلیم کیا۔ اور آپ کی عزّت اور جلال کے بڑھنے سے خوش ہوئی۔ محبّت کرنے والا زیدؓ آزادی کے خیال سے اسلام قبول کرنے کے لیئے تیار ہو گیا۔ (یہ گبن کا ایک نہائت لغو حملہ ہے۔ ایسے شخص کی نیّت پر جس کی خلوص نیّت کا اُس کے اگلے اور پچھلے حالات سے خوب پتہ چلتاہے۔ ناقل)

مشہور و معروف علی ابن ابی طالب نے بھی ایک نوجوان ہیرو کی طرح اپنے بنی عم کے ساتھ دیا اور ابوبکرؓ کی دولت میانہ روی اور صداقت پسندی نے پیغمبر صاحب کے مذہب کو مضبوط کر دیا۔ ابوبکرؓ کی کوشش سے شرفائے مکّہ میں سے دس آدمی اور اسلام کی تعلیم کو سننے کے لیئے آئے۔ نتیجہ یہ ہوُا کہ معقولیّت اور اخلاص کے آگے سر جھُکا دیا۔ اور لا اله الا الله محمد رسول الله کرُاٹھے۔

آنحضرت صلّعم کی تمام زندگی میں کبھی آپ کے صحابہ کے دل میں آپ کی صداقت یا آپ کی تعلیم کی سچائی کی نسبت نام کو بھی شک پیدا نہیں ہوُا۔ بلکہ جیسے جیسے آپ کے حالات سے واقفیّت زیادہ بڑھتی گئی آپ پر ایمان بھی زیادہ بڑھتا گیا۔

رائٹ آنریبل امیر علی نے ان واقعات سے کیا عمدہ استدلال کیا ہے کہ "اگر ان مردوں اور عورتوں کے دل میں جو شریف بھی تھے سمجھدار بھی تھے۔ اور گلیل کے مچھوؤں سے کسی طرح بھی کم تعلیم یافتہ نہ تھے۔ آنحضرت صلّعم کی طرف سے اگر کسی قسم کا بھی شُبہہ پیدا ہوتا اور اُن کو آپ میں دُنیا داری۔ یا دھوکا بازی یا بے ایمانی کے ذرا بھی آثار نظر آتے تو وہ فوراً آپ کا ساتھ چھوڑ دیتے۔ اور آپ کا سارا تانا بانا ٹوٹ کر خاک میں مل جاتا۔"

دعوائے نبوّت کے بعد کئی سال تک آپ اپنے شہر کے لوگوں کے ہاتھ سے طرح طرح کے دُکھ اُٹھاتے رہے۔ اور آپ کے مُٹھی بھر صحابہ کو قسم قسم سے اذیّت اور عقوبت پُہنچائی جاتی تھی یہاں تک کہ آخر اُن میں سے بعض لوگوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنی پڑی۔ ایک دفعہ بلال کو جو مسلمانوں میں سب سے پہلے مؤذّن گذرے ہیں۔ اُن کے مالک نے بالکل برہنہ کر کے جلتی بلتی ریت پر لٹا دیا۔ اور نہایت بھاری بھاری پتھر آپ کے سینہ پر رکھ دیئے۔ اور کہا۔ کہ اگر اس دُکھ سے نجات چاہتا ہے تو اسلام کو ترک کرے۔ مگر ایمان کا جوش ایسا زبردست تھا۔ کہ اُن کے خشک ہونٹوں سے اگر کوئی لفظ نکلتا تھا تو وہ احد۔ احد ہی تھا۔

روز بروز مکّہ والوں کی دشمنی آپ سے بڑھتی گئی۔ اور ابوجہل نے جو اسلام کا بڑا زبردست دشمن تھا۔ آپ کا سر کاٹ لانے والے کے لیئے سو اُونٹ اور بہت سا روپیہ انعام مقرّر کیا۔ عمر بن الخطاب نے آپ کو قتل کرنے کے لیئے عہد کیا۔ اور اس مقصد سے ننگی تلوار لے کر چل پڑے۔ رستہ میں کسی نے کہا پہلے گھر کی تو خبر لو۔ خود آپ کی ہمشیرہ مُسلمان ہو چکی ہیں۔ حضرت

عمر اپنی ہمشیرہ کے گھر چلے گئے۔ وہاں کیا دیکھتے ہیں کہ اُن کی بہن اور بہنوئی قرآن پڑھ رہے ہیں۔ آپ کو اس پر اس قدر غصہ آیا۔ کہ اپنے بہنوئی کو زمین پر دے مارا۔ اور جب اُن کی بہن اپنے شوہر کو بچانے آئیں۔ تو اُن کو مارنے سے بھی فرق نہ کیا۔ لیکن اُن کی بہن نے بلا خوف و خطر صاف کہہ دیا۔ کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اور تمہاری جو مرضی ہو کر لو آخر حضرت عمر اپنی حرکت پر نادم ہو کر کہنے لگے۔ کہ مجھے بھی تو بتلاؤ۔ کہ وہ نیا مذہب کیا ہے چنانچہ جب قرآن اُن کے سامنے تلاوت کیا گیا۔ تو اُن پر اس قدر اثر ہوا۔ کہ سیدھے آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ اور اسلام کے پشت پناہوں میں سے ایک ہو گئے۔

حضرت عمر اور قریش کے مشہور جری اور شجاع امیر حمزہ کے اسلام میں داخل ہونے سے قریش کو خیال ہوا۔ کہ اب معاملہ سنگین ہوتا جاتا ہے۔ اس لیئے ان کے غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ آنحضرت صلعم کو طمع دُنیاوی دینے کی کوشش میں ناکام ہو کر اُنھوں نے اب یہ راہ اختیار کی۔ کہ ابو طالب کو مجبور کیا۔ کہ اپنے بھتیجے کی زبان کو بند کروائے۔ ورنہ ان سب کو وہ برادری سے خارج اور جلاوطن کر دیں گے۔ مگر اس شکل میں بھی ناکامی ہوئی۔ آنحضرت صلعم نے اُن کی دھمکیوں کی ذرا بھی پرواہ نہ کی۔ اور اُسی طرح بُت پرستی کی تردید اور توحید الہٰی اور راستبازی اور تقوٰے و تہذیب کی تبلیغ کرتے رہے۔ قریش اور بھی غضب ناک ہوئے۔ اور اب چونکہ ابو طالب نے کل قبیلہ بنو ہاشم کو اپنے بھتیجے کی حفاظت کے لئے کھڑا کیا تھا۔ اس کا بدلہ قریش نے یہ لیا۔ کہ اُنھوں نے سارے قبیلہ کو بائیکاٹ کر دیا۔ جبتک کہ وہ محمد صلعم کو قتل کرنے کے لئے اُن کے حوالہ نہ کر دیں۔ نہ صرف شادی بیاہ بلکہ تمام تمدّنی اور معاشرتی اور تجارتی تعلقات بند کر دیے گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اُن کی مزید سختیوں سے بچنے کے لیئے سارے کے سارے قبیلہ نے ایک گھاٹی میں پناہ لی جو شعب ابی طالب کہلاتا ہے اور جہاں محصور رہ کر طرح طرح کی تنگی و تکالیف اُٹھائیں۔ تمام کاروبار بند ہو گئے۔ بال بچے فاقوں سے نڈھال ہو گئے۔ الغرض سخت مصیبت کا سامنا تھا۔ مگر آنحضرت صلعم کی رفاقت سے کسی نے قدم نہ ہٹایا۔ اور آپ کا یہ حال تھا۔ کہ جب صلح و امن کے مہینے آتے۔ تو

آپ باہر نکل کر حاجیوں میں اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے۔ اس گھاٹی میں آپ تین سال تک محصور رہے۔ آخر کار دسویں سال نبوت کے دعوے کے بعد قبیلہ کی استقامت اپنا پھل لائی۔ اور برادری سے اخراج کا فتوے منسوخ ہوا۔ اس کے ساتھ ہی آپ کی پیاری بی بی خدیجہ نے انتقال فرمایا۔ اور آپ کے فیاض اور طاقتور محافظ ابو طالب بھی قضا کر گئے۔ ابو طالب کے مرنے سے آپ کے دشمنوں کا حوصلہ بڑھ گیا اور آپ کو اذیت بیش از بیش دینی شروع کر دی۔ آپ مکّہ سے طائف تبلیغ کے لیئے تشریف لے گئے۔ لیکن طائف والے مکّے والوں سے کم موذی نہ تھے وہاں سے جب آپ لوٹے ہیں۔ تو آپ کا تمام جسم زخمی اور لہولہان تھا۔)

حاتم نے جس نے بنی ہاشم کو قید سے نجات دلوائی تھی۔ آپ پر ترس کھا کر آپ کو اپنی حفاظت میں لیا۔ اور مشرکین مکّہ نے ایک اور راہ اختیار کی۔ وہ یہ کہ اُنھوں نے ہر ایک شخص کو آپ کی تعلیم سننے سے روکنا شروع کیا۔ مگر ایک شخص عبداللہ نے مکّہ والوں کو اس طرح قرآن سُنانا شروع کیا۔ کہ اُن کی بھیڑ کے درمیان کھڑے ہو کر زور زور سے چلّا چلّا کر قرآن پڑھنا شروع کیا۔ تمام لوگ اُس پر ٹوٹ پڑے۔ مگر وہ مار کھاتا گیا۔ اور پڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ اسکو دھکے دے کر نکال دیا گیا۔ مگر وہ خوش تھا۔ کہ ان کے کانوں تک قرآن کو پہنچا تو دیا۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ جو لوگ اسلام قبول کرتے تھے اُن کے دل میں کس قدر یقین اور جوش اور اخلاص ہوتا تھا۔ مگر ان باتوں سے قریش کے غصّہ کی آگ اور بھڑکتی تھی۔ اور جب متواتر حج کے زمانوں میں چھتّر مدنی اسلام میں داخل ہو گئے تو پھر قریش کا پارہ حد سے زیادہ چڑھ گیا۔ مسٹر گلمن کہتے ہیں کہ "یہود نے بھی آنحضرت صلعم سے ایک معلّم مانگا تھا۔ جو اِس نئے مذہب کی اُنھیں تلقین کرے۔ جس مذہب نے قوم میں ایسی نمایاں تبدیلی پیدا کر دی تھی۔ الغرض مکّہ والوں نے ملکر ایک کمیٹی کی۔ اور بڑی قیل و قال کے بعد یہ فیصلہ کیا۔ کہ خاص خاص قبیلوں میں سے ایک ایک آدمی منتخب ہو۔ اور یہ سب منتخب شدہ لوگ ملکر ایک دفعہ ہی محمدؐ کے جسم کو تلواروں کا نشانہ بنا دیں۔ تا اس طرح بہت سے قبیلوں کے لوگوں کی شمولیّت کی وجہ سے بنی ہاشم کسی ایک قبیلہ سے قصاص نہ لے سکیں گے اور زر فدیہ لینے پر مجبور ہو جاویں گے اور زر فدیہ سب مل کر بہ آسانی ادا کر دیں گے۔ لیکن خدا کی یہ منشاء

نہ تھی۔ کہ آپ کو اِس طرح اپنے مشن کے درمیان میں ہی ہلاک ہو جانے دے۔ پس اُسنے آپ کی ویسی ہی حفاظت کی۔ جیسے کہ ہمیشہ وہ اپنے بزرگ نبیوں کی حفاظت کرتا آیا ہے آپ رات کو اپنے دلی رفیق ابو بکر کے ساتھ بچ کر نکل گئے۔ اور جب سازشیوں نے آکر آپ کے بستر پر آپ کی سبز چادر کو اُٹھایا تو وہاں آپ کی جگہ حضرت علی کو لیٹا ہؤا پایا۔ آپ تین دِن ایک غار میں چھپے رہے۔ جس کا ذکر قرآن میں بھی ہے " فقد نصر اللّٰہ اذ اخرجه الذین کفروا ثانی اثنین اذ هما فی الغار۔ اذ یقول لصاحبه لا تحزن ان اللّٰہ معنا " خدا نے اس کی اس سے پہلے مدد کی۔ جب کہ وہ کافروں کے ہاتھ سے نکالا گیا تھا۔ اور جبکہ وُہ غار میں دو میں سے ایک تھا۔ اور اپنے رفیق کو کہتا تھا۔ کہ غمگین نہ ہو۔ بے شک ہمارے ساتھ خدا ہے "

آنحضرت صلعم اور حضرت ابو بکر کا تعاقب ہؤا۔ مگر خدا کی حفاظت ساتھ ساتھ تھی۔ آپ صحیح وسالم مدینہ پہوُنچ گئے۔ اس کا نام ہجرت ہے۔ جہاں سے اسلامی سنِ شمار چلتا ہے مدینہ پہنچ کر اُن لوگوں میں جو مکّہ سے ہجرت کر کے آئے تھے۔ اور اُن لوگوں میں جنھوں نے اُن کو پناہ دی۔ یعنے مہاجرین وانصار میں ایک اخوت قایم کی گئی۔ اور یہ ایسا تعلق تھا جس کے سامنے خون کے رشتہ ہیچ ہو گئے۔ اور اس حریت اسلام کی جس کے رُو سے تمام انسان آپس میں برابر ہیں۔ یہ پہلی بُنیادی اینٹ تھی۔ آنحضرت صلعم اب اپنے دوستوں کے درمیان میں تو تھے۔ مگر آپ کی ذمّہ داریاں اب بُہت بڑھ گئی تھیں۔ آپکو ان لوگوں کا بھی خیال تھا۔ جنھوں نے محض اسلام کی خاطر اپنا سب کچھ کھو کر آپ کا ساتھ دیا تھا۔ اور مدینہ والوں کی بھی بڑی پاس خاطر تھی۔ جنھوں نے آپ کو اپنے شہر میں بلا کر آپ کی میزبانی سے اپنے تئیں دشمنوں کے حملوں کا نشانہ بنا لیا تھا۔ آپ نے اپنے مُلک کے پریشان اور متفرق قبایل کو اتفاق کے جھنڈے کے نیچے جمع کر کے اُنمیں قومیت کی ایک رُوح پھونکنی تھی۔ اور افلاطون اور ارسطو کے اعلےٰ سے اعلےٰ تخیلہ کو جو محض عالمِ خیال میں ہی چکّر لگاتا رہا۔ آپ نے حقیقت کا جامہ پہنانا تھا۔ اور اپنے پیش رو جناب مسیحؑ کے ناتمام کام کو مکمّل کرنا تھا۔ یعنے لوگوں کو نہ صرف راستبازی کی طرف ہی

رہنمائی کرنی تھی۔ بلکہ "آسمانی بادشاہت" کو واقعی طور پر زمین پہ قائم کرنا تھا۔ اور اپنے متبعین کو یہ بتلانا تھا۔ کہ مذہب محض کسی تخیلہ کا نام نہیں۔ بلکہ ایک عملی صورت ہے جس کے ذریعہ سے دل کو حقیقی خوشی اور جسم کو سچی راحت ملتی ہے۔ اور اس دُنیا میں حصولِ تقوائے تو آخرت میں حصول اجر کا باعث ہوتا ہے۔ حالانکہ آپ نے کسی اسکول میں تعلیم نہ پائی تھی۔ مگر آپ نے اُن تمام کاموں کو باحسن وجوہ سرانجام دیا۔ جو ایک بڑے سے بڑے سپہ سالار۔ حاکم اور بادشاہ کے کرنے کے ہوتے ہیں۔ گلمن صاحب کیا خوب فرماتے ہیں "دُنیا کی تاریخ میں ایک ہی انسان ایسا پایا جاتا ہے۔ جو ایک ہی وقت میں مقنن بھی تھا اور فطرت کی تصویر کھینچنے والا شاعر بھی۔ ایک مذہب کا بانی تھا۔ تو ایک سلطنت کا بھی بانی تھا" آپ نے دشمنوں کے حملوں کو نہائیت بہادری سے پسپا کیا۔ بالمقابل بڑے بڑے کامیاب حملے کیئے۔ تمدن و معاشرت میں بڑی بڑی اصلاحیں کیں۔ قوانین اور قواعد مقرر کئے۔ اور قبائل کو متفق اور ایک کر دیا۔ اور ساتھ ہی اس کے خدا کی توحید اور اخلاق فاضلہ کی بڑے زور شور سے اشاعت کی۔

آنحضرت صلعم کو اپنے صحابہ اور اپنے مذہب کو بچانے کی خاطر تلوار اُٹھانی پڑی۔ اگر ایسا نہ کرتے تو آپ کے صحابہ کو نیست و نابود کر دیا جاتا۔ اور آپ کا مذہب پیدا ہوتے ہی کچل دیا جاتا۔ اور آپ کا بھی وہی انجام ہوتا۔ جو آپ کے پیشرو، جناب مسیح کا حشر ہوا۔ صاف نظر آتا ہے کہ خدا نے محض اپنے کرم و فضل سے عرب کے وحشی لوگوں کو سدھارنے اور اُن کو توہمات اور اخلاقی تنزل کے انتہائی مقام سے باہر نکالنے کے لیئے ایک ایسے شخص کو منتخب کیا جو نہائیت اولوالعزم اور اس کام کے لیئے نہائیت موزوں اور صاحب استقامت تھا۔ جو مختلف حالات تبدیل شدہ کے لیئے اپنے اندر مختلف خوبیوں اور قابلیتوں کو جمع رکھتا تھا۔ جو جفاکشی اور تحمل اور ایثار کی مجسم تصویر تھا۔ اور قوم کیخاطر عملی طور پر ہر طرح ظالموں کا مقابلہ کرنے کے لیئے تیار تھا۔ گبن کہتا ہے کہ "قدرتاً ہر ایک انسان اپنے بچاؤ کے لئے حق رکھتا ہے۔ کہ اپنے بازوؤں کو اپنے جسم کو اور اپنے مال و دولت کو اپنے دشمنوں کی سختیوں کو دُور کرنے یا روکنے کے لیئے استعمال کرے۔ اور انتقام بھی لے"

مگر آنحضرت صلعم کا تو معاملہ ہی اور تھا۔ آپ کو اپنے بچاؤ کے لیئے نہیں۔ بلکہ اپنے متبعین اور اُن کی ضمیر کی آزادی کے بچاؤ کے لیئے تلوار اُٹھانی پڑی۔ چنانچہ قرآن کی مندرجہ ذیل آیت میں صاف یہی مضمون درج ہے۔" لڑنے کی اجازت دیجاتی ہے اُن لوگوں کو جن کے خلاف لڑائی کی جا رہی ہے۔ کیونکہ یہ لوگ مظلوم ہیں۔..... جو کہ اپنے گھروں سے نکالے گئے بغیر کسی وجہ کے سوائے اس بات کے کہ وُہ کہتے تھے۔ کہ ہمارا رب اللہ ہے"

اصلی الفاظ یہ ہیں اذن للذین یقتلون بانھم ظلموا ء وان اللہ علیٰ نصر ھم لقدیر ہ الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ

حضرت محمد صلعم کی مدنی زندگی مکی زندگی سے بالکل مختلف تھی۔ مگر قابل تعریف ہونے میں دُوسری پہلی سے کم نہ تھی۔ ہاں دیکھنے والے کی آنکھ پر تعصب کی پٹی نہ بندھی ہو۔ آپ نے مدینہ میں بڑا بھاری کام تمدن و معاشرت کے اصول اور قوانین وضع کرنے کا سرانجام دیا۔ بدنظمی سے انتظام کی شکل پیدا کی۔ مکی اور مدنی لوگوں کے خواہ مومن ہوں یا کافر آپس کے جھگڑوں کو مٹایا۔ دشمنوں کے لگاتار حملوں کی مدافعت کا انتظام ہمیشہ اپنے زیر نظر رکھا۔ اور اکثر خود بھی میدان جنگ میں تشریف لے جاتے رہے۔ لیکن ان تمام باتوں کے درمیان آپ نے اپنے سب سے پہلے اور سب سے ضروری فرض کو ذرا بھی فراموش نہیں کیا۔ اگر آپ ایک طرف سپاہی تھے۔ مقنن تھے۔ مدینہ کی جمہوری سلطنت کے پریزیڈنٹ تھے۔ تو دُوسری طرف آپ نبی تھے۔ جن کا کام تھا۔ کہ بُت پرستی عناصر پرستی۔ انسان پرستی کا خاتمہ کر کے خدا کے بندوں کو واحد خدا کی طرف رجُوع کرے۔ اور اُن کو راست بازی کی راہ پہ چلا دے۔ اِس منشاء کی تکمیل کے لیئے آپ نے حبشہ۔ شام۔ ایران۔ مصر۔ دمشق اور یمامہ کو سفارتیں بھیجیں۔ جن کے ذریعہ امیر و غریب شاہ و رعایا سب کو اسلام قبُول کرنے کی دعوت دی۔ اور جیسا کہ قرآن میں تحریر ہے۔ کہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا۔ کیونکہ باطل ایک ہلاک ہونے والی چیز ہے۔ آپ کے دِل میں اُس وقت بھی یہی فرض جاگزین تھا۔ جب آپ مکہ میں اُس تاریخ سے آٹھ سال بعد جب آپ جان لے کر وہاں سے بھاگے تھے مظفر و منصُور ہو کر اُسی شہر میں پھر واپس

آتے ہیں اور دس ہزار صحابہ آپ کے ہمرکاب ہوتا ہے۔ جیساکہ قرآن میں لکھا ہے" کہ جب خدا کی طرف سے مدد اور فتح آئے گی اور تو دیکھے گا لوگوں کو خدا کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتے ہوئے۔ تو آپ نے پہلا کام فتح کی اُس گھڑی میں یہ کیا۔ کہ خدا کی توحید کا اعلان کیا اور کعبہ کے مقدّس مقام سے بتوں کو نکال باہر کیا۔

اس فتح کی اس وجہ سے بھی شہرت ہے کہ آپ نے اُس میں اپنے مغلوب و مفتوح دشمن کے ساتھ نہایت عالی حوصلگی اور فراخ دلی کا برتاؤ کیا۔ اور اگرچہ اُس نے آپ کو نہائت اذیت پہنچائی تھی اور سخت سے سخت تکلیفیں دی تھیں۔ مگر آپ نے بکلّی مُعاف کر دیا، باوجود فتح مکّہ کے مدینہ والوں کے احسان کے شکریہ میں آپ نے اپنی سکونت مدینہ میں ہی رکھی۔

اس فتح کے دو سال بعد آپ نے پھر حج کیا۔ اور اُس وقت آپ کے ساتھ ایک لاکھ مُسلمان تھے۔ اور کلمہ کی دل کو ہلا دینے والی آواز ہر جگہ دور اور نزدیک سُنائی دیتی تھی۔ جس کی گرج سے دشت و جبل گونج اُٹھے تھے۔ اور شہر و مرغزار جنگل و بیابان سے کلمہ کی ہی صدا آتی تھی۔

اب آپ کا کام ختم ہو چکا تھا۔ آپ نے عرب سے بُت پرستی۔ دختر کشی۔ ہر قسم کی بداخلاقی۔ غیر محدود کثیر الازدواجی و طلاق۔ شرابخواری و قمار بازی۔ اور سینکڑوں قسم کی بدیوں کو دُور کر دیا تھا۔ اب تمام ملک کا مذہب اسلام ہو چکا تھا۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کا خدا سب کا خدا تھا۔ اِس لیئے آپ کے صحابہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے جب اُن کے کان میں یہ آواز پڑی الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینًا۔ یعنے آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں تمام کر دیں۔ اور تمہارے لیئے دین اسلام کو پسند کیا" صحابہ نے اِس آیت سے یہ سمجھ لیا۔ کہ آنحضرت صلعم کا مشن ختم ہو گیا۔ اور اِس دُنیا سے آپ کی رُخصت کا وقت قریب آ گیا۔ خود آنحضرت صلعم کو بھی اِس کا یقین تھا۔ حجۃ الوداع میں آپ نے لوگوں کو سُنا دیا۔ کہ خدا ہی جانتا ہے۔ کہ پھر دوبارہ اِس مقام پر مجھے بولنے

کا موقع ملے گا یا نہیں۔ پھر تاکید کی کہ آپس میں بھائیوں کی طرح سلوک رکھو۔ اور قرآن کی پیروی کے لیئے تاکید کی اور فرمایا یہ ہمیشہ تمہیں ضلالت سے محفوظ رکھے گا آخر میں آپ نے فرمایا" اے اللہ میں نے اپنا کام پورا کر دیا" تب تمام بھیڑ نے متفقہ آواز سے چلا کر کہا کہ "بے شک پورا کر دیا" اس پر آپ نے فرمایا" اے اللہ گواہ رہ"

آپ کی ترسیٹھ سال کی عمر تھی۔ دسواں سال ہجرت کا تھا۔ اور ۶۳۲ء عیسوی تھا جب آپ کی وفات ہوئی۔ آپ اپنی موت کو نزدیک آتے دیکھ کر مطلق ہراسان نہ ہوئے کیونکہ موت سے آپ کو کوئی غم نہ تھا۔ آپ کے دل کو تسکین تھی۔ کہ آپ اپنا کام مکمل کر چکے۔ اور آپ اپنے پیچھے ایسی جماعت چھوڑ چلے تھے۔ جن کی وجہ سے آپ کبھی شرمندہ نہ ہو سکتے تھے۔ آخر دم تک آپ کی بے نفسی۔ مزاح جو صلگی۔ راستبازی اور انکساری کا وہی عالم رہا جو ہمیشہ سے تھا۔ آپ کی انکساری کسی دوسرے مشہور نبی کی طرح واقعات کے ماتحت مجبوری سے نہ تھی۔ بلکہ طبعی طور پر اُس وقت بھی موجود تھی۔ جبکہ تمام عرب آپ کے قدموں کے تلے اور زیر نگین تھا۔ وفات سے تھوڑی دیر پہلے آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی ایسا شخص ہے۔ جس کو میں نے بے انصافی سے سزا دی ہو تو میں اپنی پُشت اس کے پیش کرتا ہوں تا وہ مار کر اپنا بدلہ لے لے۔ اگر میں نے کسی کے اخلاق پر کوئی حملہ کیا ہے۔ تو وہ شخص مجھ کو سب کے سامنے شرمندہ کرلے۔ اگر میں نے کسی دُوسرے کا مال لیا ہے۔ تو وہ آئے اور اپنا مال لے لے۔

آپ اپنی تمام تکالیف کو خدا کی مہربانی اور محبّت کا ثبوت سمجھتے تھے۔ جو آپ کو ہر جگہ نظر آتی تھی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ مجھ کو قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے۔ جب کوئی مومن کسی مصیبت یا بیماری میں مُبتلا ہوتا ہے تو اُس کی وجہ سے اللہ تعالےٰ اس کے گناہوں کو اس طرح دُور کرتا ہے۔ جیسے خزاں میں درخت سے پتّے گرتے ہیں۔

اپنے محبّوں کے ہاتھوں میں اور تمام قوم کے دلوں کو درد سے بھرا ہوُا چھوڑ کر آپ اس دُنیا سے رُخصت ہوئے اور اپنے رفیق اعلےٰ سے جا ملے۔ جن کے ملنے کا نہائت شوق تھا۔ اللہ تعالےٰ سے کچھ عرصہ خاموشی کے ساتھ دُعا کرنے کے بعد آپکے آخری

الفاظ یہ تھے۔ کہ اے اللہ ایسا ہی ہو ...... کہ رفیق اعلےٰ سے ملوں۔"

"آپ نے یہ چاہا۔ کہ آپ کے صحابہ آپ کی وفات پر صرف انا للہ وانا الیہ راجعون کہیں جو ہر ایک مصیبت کے وقت کہا کرتے ہیں۔ یعنے ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف جائیں گے۔"

آنحضرت صلعم کی زندگی بڑے بڑے نشیب وفراز۔ اور ابتلاؤں اور امتحانوں سے بھری ہوئی تھی۔ اور اُن پر غور کرنے سے آپ کے اخلاق کو پڑھنے کا ہمیں عجیب موقعہ ملتا ہے۔

ایک موقعہ پر قریش کے قبیلہ کے بڑے بڑے رؤسا نے دھمکی دی۔ کہ اگر آپ نے اپنی زبان بند نہ کی تو ہم ابو طالب کے ساتھ جنگ کریں گے۔ اور کبھی بس نہ کرینگے جب تک وہ اور اُس کی جماعت نیست ونابود نہ ہو جائے۔ قدرتی بات تھی۔ کہ ابو طالب ڈر جاتا۔ چنانچہ ابو طالب نے بھتیجے کو سمجھایا۔ کہ تبلیغ کرنا بند کر دے۔ کیونکہ اس سے پہلے ہی طرح طرح کی تکلیفیں پہنچ رہی ہیں۔ اور اب خونریزی اور تباہی کی نوبت پہنچے گی۔ لیکن آنحضرت صلعم باوجود اس کے کہ اپنے چچا کے واسطے آپ کی رفاقت ترک کرنے کا افسوس تھا۔ ذرا بھی متزلزل نہ ہوئے۔ اور فرمایا "کہ اگر یہ لوگ آفتاب کو میرے دائیں ہاتھ پر اور ماہتاب کو میرے بائیں ہاتھ پر رکھ دیں۔ تب بھی میں اپنے تبلیغ کے کام سے باز نہ آؤں گا۔ یہاں تک کہ خدا مجھے اس میں کامیاب کر دے یا میں اپنی جان اسی کام میں دیدوں" (ابو الفداء)

جب ڈرانے دھمکانے سے کام نہ چلا۔ تو رشوت دینی چاہی۔ مکہ والوں نے اپنے میں سے ایک آدمی بھیجا۔ جس نے آپ کو یوں مخاطب کیا "کہ اے بھتیجے کتنے تعجب کی بات ہے۔ کہ تو جو ایسا عالی نسب ہے۔ اور تیری خوبیوں کا زمانہ قائل ہے۔ اس طرح زمین کو ہلا دے اور خاندانوں میں تفرقہ ڈال دے۔ دیوتاؤں کی تردید کرے اور ہمارے بزرگوں اور دینداروں کو فاسق قرار دے۔ اگر تیرا یہ منشا ہو کہ اس طرح دولت جمع کرے۔ تو ہم اس قدر دولت ومال تیرے لیئے جمع کر دیتے ہیں۔ کہ تو ہم سب سے

زیادہ متمول ہو جائے گا۔ اور اگر عزت اور حکومت مطلوب ہے (یہاں یہ یاد رہے۔ کہ اگر آپ نے اسلام کی تبلیغ نہ کی ہوتی تو کعبہ کی تولیت جس کی وجہ سے تمام مکہ پر سکہ جما کرتا تھا ابو طالب کے مرنے کے بعد آنحضرت کو ہی پہنچنی تھی) تو ہم تجھے اپنا سردار بناتے ہیں اور تیرے تمام حکموں کو مانیں گے۔" آنحضرت صلعم کو اس ترغیب سے ذرا بھی جنبش نہ ہوئی۔ بلکہ فوراً آپ نے آیات قرآنی پڑھیں جن میں توبہ اور استغفار کا مضمون تھا۔

عروج و اقبال کی حالت میں آنحضرت صلعم نے ادنےٰ مقاصد سے اپنے تئیں ویسے ہی علیحدہ رکھا۔ جیسا کہ مصیبت کے ایام میں رکھا تھا۔ مثلاً مکہ کی فتح پر آپ کو انتقام لینے کا نہایت عمدہ موقعہ تھا۔ وہ مغرور سردار جنھوں نے آپ کے مذہب کو نیست و نابود کرنا چاہا تھا۔ جنھوں نے آپ کے رفیقوں کو طرح طرح سے اذیت پہنچائی تھی۔ اور خود آپ کے ساتھ سخت بدسلوکیاں کی تھیں۔ اور آپ کے قتل کی کوششیں کرتے رہے تھے۔ وہ اب سب کے سب آپ کے قبضۂ اختیار میں تھے۔ آپنے اُس وقت پوچھا "تم مجھ سے کیا اُمید رکھتے ہو" اُنھوں نے کہا۔ تو کریم ابن کریم ہے تجھ سے رحم کی ہی اُمید ہے۔ یہ سُن کر آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اور آپ نے فرمایا "آج میں تم سے وہی کہتا ہوں جو یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا۔ کہ لا تثریب علیکم الیوم۔ کہ آج کے دن تم پر کوئی الزام نہیں۔ خدا تمھیں معاف کرے۔ کیونکہ وہ رحم کرنے والا۔ اور شفقت کرنے والا۔ جاؤ تم آزاد ہو"

ایک طرف ان تکالیف پر نگاہ کرو جو مکہ والوں کے ہاتھ سے آپ کو پہنچیں۔ اُن کی شرارتیں۔ اذیتیں۔ عقوبتیں۔ بے رحمیاں۔ اُن کا آپ کو شعب میں قید رکھنا آپ کے خاندان اور رفقاء کے ساتھ ظالمانہ اور وحشیانہ سلوک قتل کی سازشیں جنکی وجہ سے آپ کو مدینہ ہجرت کرنی پڑی۔ سب کو زیر نظر رکھو۔ اور پھر اس فراخ حوصلگی اور تحمل اور عفو کے نمونہ پر نگاہ ڈالو۔ جو آپ نے اپنے طرزِ عمل سے دکھایا۔ تو پھر ہمیں اپنے دل سے یہ سوال کرنا پڑتا ہے۔ کہ کیا دُنیا کی تاریخ اس سے بہتر نمونہ فراخ حوصلگی اور عفو کا کسی ایسے شخص میں پیش کر سکتی ہے۔ جس میں اپنے دکھوں اور اذیتوں کے

انتقام لینے کی طاقت موجود ہو اور پھر نہ لیا ہو۔

قرآن میں ہم مسلمانوں کو حکم ہے۔ کہ کسی نبی میں فرق نہ کریں۔ مگر عیسائی اہلِ قلم نے اس سے یہ فایدہ اُٹھایا۔ کہ مسیح کو خوب بڑھایا۔ اور بتلایا کہ سخت کلامی کا بدلہ اُنھوں نے نہ لیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بدلہ تو دور رہا۔ ان کے اپنے مسلّمہ کتب کے رُو سے مسیحؑ نے تو دوسروں کی سخت کلامی کا انتظار بھی نہ کیا۔ بلکہ خود ہی پہل کی کہ اُن کو "سانپوں کے بچو،" اور ایسی قسم خطابات سے یاد کیا۔ ذرا اور غور سے دیکھا جائے۔ تو صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ جو کہانی سُنائی جاتی ہے۔ کہ مسیحؑ نے اپنے قاتلوں کے لیئے دُعا کی۔ اور یہ اُنکی نرم دِلی کا بڑا ثبوت ہے۔ اس میں ایک محقق کو اعتراض کی بڑی عمدہ گنجائش ہے۔ کہ اُن کی نرم دِلی اور سرِتسلیم خم کرنا مجبُوری کی وجہ سے تھا۔ کیونکہ اس کے سوا وہ کیا کر سکتے تھے۔ کیونکہ ان کے پاس کسی قسم کی طاقت نہ تھی۔ اس کے مقابل آنحضرت صلعم نے جو اپنے ایسے دشمنوں کو معافی دی۔ جنھوں نے آپ کے قتل کر دینے میں کوئی دقیقہ نہ اُٹھا رکھا تھا۔ اور ایک دفعہ تو کامیابی کے قریب ہی آپہنچے تھے۔ سو یہ ایسے موقع پر دی تھی۔ جب کہ آپ کے ہاتھ میں پُوری طاقت تھی۔ اور دشمن آپ کے قبضۂ قدرت میں تھے۔ نہ کہ آپ دشمن کے ہاتھوں میں تھے۔ جیسا کہ مسیحؑ تھے +

ووکنگ کے اسلامی مشن کی گذشتہ کارروائی

پر

ایک مختصر ریویو

جناب خواجہ کمال الدّین صاحب ستمبر ۱۲ء میں تبلیغ اسلامی کو اپنا اصلی مقصد قرار دے کر ولائیت تشریف لے گئے۔ چار پانچ ماہ وہاں کے ہر قسم کے حالات

کے مطالعہ میں صرف کیئے۔ کہ کس طریق سے کام شروع کیا جائے۔ اور کون سی راہیں کامیابی کی ہیں۔

انگلستان اگر ایک ایسا ملک ہوتا جہاں پہلے کبھی اسلام کا یا مسلمانوں کا نام ہی سُنا گیا نہ ہوتا تو شائد کام کے شروع کرنے میں اس قدر مشکلات کا سامنا نہ ہوتا۔ کیونکہ اس صورت میں کام کرنے والے کے سامنے ایک صاف تختی ہوتی۔ جس پر اپنا نقش جمانا نسبتاً آسان کام ہوتا۔ مگر بدقسمتی سے ایک مدت دراز سے اسلام کے متعلق ایسے خیالات وہاں کے لوگوں کی طبائع میں پیدا ہو چکے ہوئے تھے۔ کہ انہی خیالات کا ازالہ ایک مدت دراز اور بے حد کوشش کو چاہتا تھا۔ اس لیئے کام کو شروع کرنے سے پہلے یہ ضروری تھا۔ کہ اس سوال پر اچھی طرح غور کیا جاتا۔ کہ کس طرح پر یہ نقش غلط محو کر کے نیا نقش قائم کیا جا سکتا ہے۔ آخر پانچ چار ماہ کی لگاتار محنت اور کوشش کے بعد جو صرف عالم خاموشی میں ہی تھی۔ اور جناب باری میں بہت تضرع اور دُعا کے بعد اللہ تعالےٰ نے ایک راہ کھول دی۔ اور رسالہ اسلامک ریویو کا پہلا نمبر فروری ۱۹۱۳ء میں شایع ہوا۔ مگر ابھی تک یہ کل کاروبار لنڈن میں تھا۔ اور ووکنگ کی مسجد ویسی ہی خالی اور سنسان پڑی تھی۔ مزید پانچ چھ ماہ کے عرصہ میں اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے وُہ سامان پیدا کر دیئے کہ اس اسلامی مشن کا ووکنگ کی مسجد سے تعلق ہو کر ووکنگ مشن کی بُنیاد ایک مضبوط چٹان پر قایم ہو گئی۔ اس طرح پر یہ ووکنگ مشن کی دو سال کی کارروائی کا مختصر سا خاکہ ہے جو ہم ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اور گو انگریزی رسالہ اسلامک ریویو کی اب تیسری جلد ختم ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ اردو کو جاری ہوئے عملاً پہلا سال پورا ہوتا ہے اس لیئے اس نمبر میں بجائے ایک سال کی کارروائی پر ریویو کرنے کے گذشتہ سارے کام پر ایک سرسری نگاہ ڈالنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

رسالہ اسلامک ریویو کے اجراء کے تین ماہ بعد یعنی اپریل ۱۹۱۳ء میں سب سے پہلی خوش خبری ایک خاتون کے اسلام لانے کی تھی۔ جن کا نام مسز وایولٹ ابراہیم تھا اور لنڈن کے اثنائے کام میں صرف یہی ایک ہی نو مسلمہ ہوئیں۔ اس کے بعد جب

دو کنگ میں مشن منتقل ہوا۔ اور اس مسجد کے ساتھ اس کا تعلق ہوا جو خدا تعالیٰ نے اپنی مصلحت سے پہلے ہی وہاں تیار کر رکھی تھی۔ تو یہ چھوٹا سا بیج جس کا ابھی تک ایک ہی نرم سا پتّہ نکلا تھا۔ اپنی شاخیں پھیلانے لگا۔ اور سب سے پہلے لارڈ ہیڈلے نے ۱۷ نومبر ۱۹۱۳ء کو اپنے اسلام کا اعلان کیا اس اعلان نے خواجہ صاحب اور اسلامی مشن کے ذکر کو ولایت کے بہت سے اخباروں کے ذریعہ سے انگلستان اور یورپ کی پبلک تک پہنچایا۔ اور لوگوں کی توجہ رسالہ اسلامک ریویو کی طرف ہوئی اور ایک ہی ماہ کے اندر اندر طبائع میں ایک قسم کا انقلاب پیدا ہو گیا۔ چنانچہ دسمبر ۱۹۱۳ء میں کپتان سٹینلے مسگریو وائیکونٹ گائیڈ یوٹیز (شیخ مواہب الرحمن)۔ نوبل مین یورکیورچ (شیخ جلال الدین محمدؐ) اور خواتین میں سے لیڈی کبولڈ اور مسز کلفورڈ ایسے نامور اشخاص نے بگوشی اسلام کی حلقہ بگوشی اختیار کی اور پھر قریباً ہر ہفتہ کسی نہ کسی نومسلم کا اضافہ ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ دو سال کے عرصہ میں نومسلموں کی کل تعداد ایک سَو دس تک پہنچ چکی ہے۔ اور اس کے علاوہ بعض نومسلم خاندانوں کے بچے ہیں۔ جو اب خدا کے فضل سے اسلام میں ہی پرورش پائیں گے۔ جیسے لارڈ ہیڈلے کا خاندان۔ مسز کلفورڈ اور لیڈی کبولڈ کے خاندان اور اُن کے علاوہ اور کئی ایک پورے گھروں کے گھر اسلام میں داخل ہو گئے ہیں۔

اگر ہم کبھی ان مشکلات کا اندازہ کریں۔ جن کے اندر یہ کام شروع کیا گیا تھا۔ تو یہ کامیابی اپنے اندر ایک اعجازی رنگ رکھتی ہے۔ اور اس مشن کی تائید میں اللہ تعالےٰ کی نصرت کا ہاتھ کھلا کھلا کام کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ جیسا کہ اُوپر ذکر ہوا۔ اگر ایک ایسی قوم میں تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا جاتا۔ جس نے پہلے کبھی اسلام کا نام بھی نہ سُنا ہوتا تو مشکلات بہت کم ہوتے۔ ان لوگوں کے دلوں کی تختی صاف ہوتی۔ اور وہ صداقت کو قبول کرنے کے لیے بہت جلد تیار ہو سکتے تھے۔ مگر وہاں تو صدیوں سے اگر کوئی آواز سنی گئی تو وہ اسلام کے خلاف ہی سُنی گئی۔ اسلام کے متعلق بہت سے فرضی قصے بنا کر مشتہر کیے گئے۔ اسلام کے اصول کو غلط پیرایہ میں بیان کیا گیا۔ اور ایسا طبائع کو اسلام کے نام سے متنفر کیا گیا تھا کہ اس سے بڑھ کر اور بھیانک تصویر کوئی نہ ہو سکتی تھی مختصراً یہ کہ اسلام کو ایک بُت پرستی کا مذہب سمجھا جاتا تھا۔ بلکہ خود حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک نام کو بگاڑ کر ماہوند نام ایک مسلمانوں کا بُت یقین کیا جاتا تھا۔

اسلام کا غلبہ محض تلوار کی طفیل سمجھا جاتا تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ تصویر بچہ بچہ کے ذہن میں تھی۔ کہ ایک شخص ایک ہاتھ میں تلوار لیئے کھڑا ہے اور دوسرے ہاتھ میں قرآن گویا کہہ رہا ہے۔ کہ اگر تم اسلام قبول نہیں کرتے تو تمہارا سر کاٹ دیا جائیگا۔ اسلام کی تعلیم کا جو نقشہ کھینچا گیا تھا۔ اس کا اندازہ اسی سے کر لیا جائے۔ کہ یہ عام طور پر مانا جاتا تھا۔ کہ اسلام کے رو سے عورت میں کوئی روح ہی نہیں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو جس کے برابر کوئی پاک انسان دُنیا میں نہیں ہوُا اور نہ ہوگا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ ایک شہوانی انسان خیال کیا جاتا تھا۔ پادریوں نے جو دوسرے ممالک میں عیسائی مذہب کی تبلیغ کے لئے جاتے تھے۔ اور بھی اس تصویر کے ڈراونا بنانے میں مدو دی تھی۔ کیونکہ وہ اپنا فرض سمجھتے تھے۔ کہ اپنے ہم مذہبوں کے سامنے اسلام کی ایک ایسی تصویر کھینچیں جسکے بھیانک نظارہ کی وجہ سے نرم دل لوگ اُن کے مشن کی امداد میں اپنے مالوں کو پانی کی طرح بہاویں اور اُن کو یہ یقین ہو جائے کہ اس مذہب کو دُنیا سے نابود کرنے میں نوع انسان کی عظیم الشان خدمت ہے۔ چنانچہ یہی خیال لوگوں کی طبائع میں جاگزین ہو گیا۔ پھر مزید براں یہ مصیبت کہ مسلمان قوموں کے عروج کو جب زوال شروع ہوُا تو اسی سے اسلام کی اس پہلی تصویر کے گھناؤنے نظارہ میں اور بھی تاریکی کا رنگ چڑھنے لگا۔ گو ان خیالات میں بعد کے زمانے کے بعض لوگوں میں کچھ تغیر آنے لگا۔ مگر چونکہ یہ بعد کی تحریریں بھی یا بعض وقت غلط فہمیوں پر مبنی تھیں۔ یا ان کے لکھنے والے سر ولیم میور کی طرح اپنی اصل غرض کو جو درحقیقت وہی انکے سلف والی غرض تھی۔ اب دوسرے رنگ میں پورا کرنا چاہتے تھے۔ اسلئے ان تحریروں سے عوام الناس کے خیالات پر کوئی معتد بہ اثر نہیں پڑا۔ اور بھی بعض کوششیں اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے کے لئے ہوئیں۔ مگر عام خیالات کے سمندر میں کوئی بڑا تموج پیدا نہیں ہوُا۔ ان حالات کے اندر دو سال کے عرصہ میں قریبًا سوا سو آدمیوں کا اسلام کے اندر داخل ہونا اس حالت میں کہ یہ سب سے پہلی کوشش تبلیغ اسلام کی تھی۔ گو غلط فہمیوں اور غلط خیالات کے رفع کرنے کی کوششیں پہلے بھی ہو چکی ہوں ایک بڑی بھاری کامیابی ہے لیکن محض تعداد سے بھی بڑھ کر ایک اور امر خوشی کا موجب ہے۔ جو اس تحریک کی کامیابی کو اور بھی نمایاں کرنیوالا ہے۔ ایک وہ وقت تھا۔ کہ جب عیسائی دُنیا میں یہی آواز ہر طرف اُٹھتی تھی

کہ اب اسلام دُنیا میں ایک کامیاب مذہب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کی کامیابی صرف اس کی ملکی طاقت کی وجہ سے تھی۔ اور ہمیشہ یہ بزور شمشیر پھیلتا رہا۔ اور اب چونکہ ملکی طاقت جاتی رہی اور تلوار مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل چکی ہے۔ اِس لیئے اسلام اب دنیا میں پھیل نہیں سکتا۔ اور روز بروز تنزّل کرتا جائے گا۔ اس کے بعد افریقہ کے حالات کا انکشاف ہُوا تو عیسائی مشنریوں کے ان خیالات کو ایک بڑا سخت دھکّہ لگا۔ اور اُنھوں نے بلکہ یورپ کے عیسائی پبلک نے اس بات کو محسُوس کیا۔ کہ اسلام افریقہ کے اندر باوجود ملکی طاقت کے نہ ہونے کے۔ باوجود کسی انتظام اشاعت و تبلیغ کے نہ ہونے کے بڑی سرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے تو ایک دوسرا ڈھکوسلہ تجویز کیا گیا۔ کہ افریقہ کے لوگ وحشی ہیں۔ تہذیب اور تعلیم سے دُور پڑے ہوئے ہیں۔ اسلام ایسے لوگوں کے لیئے زیادہ موزون ہے۔ اِس لیئے وہاں ترقی کر رہا ہے۔ مگر کوئی مہذب قوم اسلام کو قبول نہیں کر سکتی۔ درحقیقت یہ عیسائی مشنریوں کا تجربہ اپنے مذہب کے متعلق تھا۔ جو اُنھوں نے موقع کو غنیمت جان کر اسلام کی طرف منسوب کر دیا کیونکہ تعلیم اور تہذیب کی ترقی سے عیسائی مذہب کی گرفت قلوب پر بالکل جاتی رہی تھی۔ بہرحال اب اس دوسرے مرحلہ پر آ کر اسلام کو تہذیب یافتہ لوگوں کے لیئے ناموزون اور ابتدائی وحشیانہ حالت انسانی کے مطابق بتایا گیا۔ خدا کے فضل سے ووکنگ کا مشن ان دونوں باتوں کا ایسا جواب ہُوا۔ کہ امید نہیں کوئی شخص آئیندہ اسلام کے متعلق ایسے لفظ مونھ سے نکالے۔ کیونکہ نہ صرف اس سے یہی معلوم ہُوا کہ اسلام اپنے اندر ایک رُوحانی طاقت رکھتا ہے۔ اور اسی روحانی طاقت کی وجہ سے ہی اُس کی ساری ترقی جو اب تک ہوئی ہے۔ اور اپنی روحانی طاقت کے لیئے وہ کسی ملکی طاقت کا محتاج نہیں ہے۔ بلکہ اس نے یہ بھی ثابت کر دیا۔ کہ جس قدر اسلام تہذیب اور ترقی یافتہ قوموں کے لیئے موزون حال ہے۔ ایسا موزون کوئی دوسرا مذہب نہیں۔ اگر وہ سوا سو کے قریب نفوس جو اسلام میں اِن دو سال کے عرصہ میں داخل ہوئے ہیں معمولی طبقہ کے لوگ ہوتے۔ مزدوری پیشہ لوگ ہوتے۔ یا درمیانی طبقہ کے ہی کاروباری لوگ ہوتے۔ جن کو علوم سے چنداں دلچسپی نہ ہوتی۔ تو پبلک کو دھوکا میں

رکھنے کا یہ مشنری ڈھکوسلہ کچھ اور مدت کام دے جاتا۔ مگر اس قدر قلیل عرصہ میں اسقدر مخالفتوں کے ہوتے ہوئے اعلےٰ سے اعلےٰ طبقہ کے لوگوں کا اسی طرح اس کا شیدا ہو جانا جس طرح ادنےٰ اور درمیانی درجہ کے لوگوں پر اُس نے اپنا اثر کیا۔ اور علوم سے دلچسپی رکھنے والے لوگوں کا اس ذوق و شوق سے اس کے اندر داخل ہونا جس کی نظیر مذہب کی تاریخ میں بہت کم ملتی ہے۔ اس امر نے روز روشن کی طرح یہ واضح کر دیا۔ کہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جو اعلےٰ اور ادنےٰ امیں یکساں ترقی کر سکتا ہے۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ مذہب ساری نسل انسانی کے لیئے ہے۔ اگر وہ لوگ اس سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں جو ایک ادنےٰ امرتبہ ترقی پہ ہیں۔ تو وُہ بھی جو بزعم خود اعلےٰ سے اعلےٰ مرتبہ انسانیت پر پہنچ چکے ہیں۔ حقیقی انسان۔ با اخلاق انسان۔ با خدا انسان بننے کے لیئے اس پاک سرچشمہ سے اپنی پیاس بجھانے کے لیئے اسی طرح دوڑتے ہیں اور اسی طرح اسلام کے پاک اصول کے محتاج ہیں جس طرح ادنےٰ درجہ کے لوگ یا ادنےٰ درجہ کی قومیں ان سوا سو آدمیوں کی فہرست میں اگر ہم نظر دوڑائیں تو جہاں اُن میں ایک لارڈ ایک وائیکونٹ ایک شہزادہ کا نام نظر آتا ہے۔ وہیں ایک عالم ایک پروفیسر ایک فاضل ایک اڈیٹر کا نام بھی نظر آتا ہے۔ بوڑھے ہیں نوجوان بھی ہیں۔ مرد ہیں تو خواتین بھی ہیں۔ کاروباری لوگ بھی ہیں۔ مزدوری پیشہ بھی ہیں۔ غرضکہ ہر قسم کے لوگوں میں سے اسلام نے اسقدر جلدی اپنا حصہ لے لیا ہے۔ اور اس کی ہر دلعزیزی یکساں ہر طبقہ اور ہر گروہ پر اپنا اثر ڈال رہی ہے۔

لارڈ ہیڈلے۔ فرانسیسی نواب۔ پوٹیئر۔ روسی امیر پوریکیوچ۔ کپتان مسگریو۔ میجر لیگ۔ لفٹنٹ بیری گرفورڈ۔ پروفیسر سٹیفن۔ پروفیسر لیون ایم۔ اے۔ ڈاکٹر آف فلاسفی۔ پروفیسر ایمن وائی مانٹ ڈاکٹر آف فلاسفی وغیرہ مشہور اخبار نویس ڈڈلے رائیٹ۔ فاضل خاتون آمینہ۔ کلفورڈ وغیرہ ہم یہ سب نام پادری صاحبان کے اس اعتراض کا جواب کہ اسلام صرف ادنےٰ طبقہ انسانی اور وحشی لوگوں کے لیئے موزوں ہے۔ ان کو اپنے گھر میں مل گیا ہے۔ اور یہ ابھی ابتداء ہے۔ خدا تعالیٰ چاہیے تو

بادشاہوں کو بھی اسلام کا حلقہ بگوش بنا دے۔ کیونکہ جب ایک دفعہ اسلام نے اپنے معمولی حلقہ بگوشوں کو دُنیا کے بادشاہ بنا دیا تو دُنیا کے بادشاہوں کو حلقہ بگوش بنا لینا تو اس کے سامنے کوئی بڑا کام نہیں۔

پھر ان نومسلموں میں ایک اور امر قابل تذکرہ ہے۔ اور وُہ یہ کہ وہ اس قسم کے مسلمان نہیں۔ کہ آج مُسلمان ہوئے تو بس ایک فرض ادا ہو گیا۔ بلکہ ان میں سے اکثر ایک سچّا اسلامی جوش اپنے اندر رکھتے ہیں۔ ایک تڑپ اپنے دلوں میں رکھتے ہیں۔ اور اسلام کے پیغام اپنے دوسرے بھائیوں اور بہنوں تک پُہنچانا اپنا مقدم فرض سمجھتے ہیں۔ ان میں بہت ہیں کہ جن کے دلوں میں اسلام کی ایسی عظمت اور ایسی محبّت جاں گزین ہے۔ کہ وُہ کسی وقت بھی اس پاک پیغام کو دوسرے تک پُہنچانے میں غفلت سے کام نہیں لیتے۔ خود اسلامک ریویو کو پڑھ جاؤ۔ تو معلوم ہوگا کہ ایک خاصہ حصّہ اس کے مضامین کا اُنہی لوگوں کی قلم سے نکلتا ہے۔ جو ابھی دائرہ اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ اور پھر ان کے مضامین ایسے اعلےٰ درجہ کے۔ ایسے محقّقانہ ایسے لطیف مقابلہ مذاہب کو اپنے اندر لیئے ہوئے ہوتے ہیں۔ کہ جن سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ نہ صرف اسلام کی محبّت ان کے دلوں میں جاگزین ہے۔ بلکہ اُس کی صداقت کے روشن دلائل بھی ان کے دِلوں پر پورا کام کر چکے ہیں۔ یہی وہ رُوح ہے جو کسی نئی سوسائیٹی میں حقیقی رُوح کہلا سکتی ہے۔ جو یہ امید دلا سکتی ہے کہ یہ قوم ترقی کرے گی۔ سو ہم اپنے انگریز مُسلمان بھائیوں اور بہنوں کو مبارکباد دیتے ہیں کہ اُن کی اسلامی محبّت۔ ان کے دلوں پہ اسلامی صداقت کا اثر۔ ان کا جوش اور اُن کی تڑپ کہ یہ پاک پیغام دُوسرے لوگوں تک پُہنچے۔ یہ سب یقین دلا رہے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اس درخت کو بہت جلد نشو و نما دے گا۔ اور اسے بڑھائے گا۔ یہانتک کہ اس کی شاخیں سارے یورپ کو اپنے سایہ کے نیچے لے لیں گی۔

اگر ووکنگ کے اسلامی مشن نے غیر مسلموں پر یہ نمایاں اثر کیا ہے تو دوسری طرف خود انگلستان کی مسلمان آبادی پر جن میں ایک بڑا حصّہ طلباء کا ہے۔ جو وہاں تعلیم

حاصل کرنے جاتے ہیں - ایک نہایت نیک اثر پیدا کیا ہے - نہ صرف یہ کہ اُن کے دلوں میں اسلام سے محبت کا جوش اور اسلام سے سچی ہمدردی پیدا کر دی ہے - بلکہ اُن کے اندر ایک طاقت پیدا کر دی ہے - کہ وہ اپنے مذہب کے مشنری بن سکتے ہیں - اور اپنی قیام کے اندر دوسروں پر ایک نیک اثر ڈال کر ان کو اسلام کا گرویدہ بنا سکتے ہیں - اور یہ اثر بذریعہ اس اجتماع کے پیدا کیا ہے جو ہر جمعہ کو نماز جمعہ میں ہوتا ہے - نماز جمعہ میں صرف خطبہ کے سُننے کا ہی ان کو موقعہ ملتا ہے - بلکہ اکثر ان اجتماعوں میں جب وہ کسی نیکدل مرد یا عورت کو اسلام کے اندر داخل ہوتا ہُوا دیکھتے ہیں - تو اُن کی رُوح پر ایک نہائت نیک اثر پیدا ہوتا ہے - اور اُن کو اسلام کی اس قوت اور شوکت کی ایک جھلک نظر آنے لگتی ہے - کہ کس طرح باوجود اپنی ملکی مغلوبیت کے یہ دلوں پر فتوحات حاصل کر رہا ہے - پھر عیدین کے موقعوں پر جو عظیم الشان اجتماع اسلامی ہوتا ہے - وہ ایک نہایت پاک اثر دلوں پر پیدا کرتا ہے - اور درحقیقت جمعہ اور عیدین میں مسلمانوں کا اجتماع بجائے خود ووکنگ مشن کے مفید اور بابرکت نتائج میں سے ایک ایسا نتیجہ ہے - کہ اگر سوائے اس کے کچھ بھی اور مفید کام نہ ہوتا تو یہ بھی کوئی چھوٹی سی کامیابی نہ تھی -

لیکن اس سے بہت بڑھ کر اسلام کی صداقت کی وہ روشنی ہے جو رسالہ اسلامک ریویو نے خود مسلمانوں کے دلوں کے اندر پیدا کر دی ہے - مادہ پرستی اور دہریت نے جو نقصان دُوسرے مذاہب کو پہنچایا وہ ناقابل تلافی ہے - اور اس کا کوئی علاج اب ان مذاہب کے پاس نہیں - کیونکہ ان کے اصول ایسے نہ تھے - کہ اس خطرناک حملہ کے مقابلہ میں کامیاب ہو سکتے - مگر جہاں دیگر مذاہب پر مادیت کے حملہ کا اثر مستقل ہُوا ہے - مسلمانوں پر بھی اسکا اثر تو ضرور ہُوا ہے - مگر وہ اثر اصل اصول اسلامی پر نہیں بلکہ محض مسلمانوں کے دلوں پر ہی - اور اس کی وجہ بھی صرف یہی ہے کہ مسلمان اپنے مذہب کے اصول حقہ سے پورے طور پر واقف نہیں ہیں - اس مادیت کی زہریلی ہوا نے بہت سے مسلمانوں کو مذہب کے نام سے متنفر کر دیا ہوا ہے - کیونکہ اُنھوں نے بغیر اصول اسلامی سے حقیقی واقفیت حاصل کئے ہوئے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اسلام بھی دوسرے مذاہب کی طرح عقل کے خلاف کچھ باتیں

منوانا چاہتا ہے۔ اس اجنبیت اور غلط فہمی کا علاج اسلامک ریویو نے کیا ہے۔ اور گذشتہ دو تین سال کے عرصہ میں بہت کثرت کے ساتھ خطوط ایسے مسلمانوں کے آئے ہیں جنھوں نے کھلا کھلا اس بات کا اعتراف کیا ہے۔ کہ وہ عملاً اسلام سے بالکل کچھ تعلق نہ رکھتے تھے۔ اسلامک ریویو نے ان کو از سرنو مسلمان کیا ہے۔ یہ کوئی چھوٹی سی خدمت نہیں۔ بلکہ اس لحاظ سے کہ جب تک پہلے خود مسلمان مسلمان نہ بنیں اسلام پھیل نہیں سکتا یہ ایک نہائیت ضروری کام ہے۔ غیر مذاہب میں تو جو کچھ یہ رسالہ کام کر رہا ہے وُہ ہوتا رہے گا۔ مگر پہلی ضرورت یہ ہے کہ خود اہل اسلام اس کا مطالعہ کریں اپنی مذہبی لٹریچر سے واقف ہوں۔ اُن کو پتہ لگے کہ اسلام کے اصول کس طرح پر دُنیا میں غالب ہو رہے ہیں۔ ہاں یہ عجیب نظارہ ہے۔ کہ جس قدر دُنیا اصول اسلامی کو قبول کرتی جاتی ہے۔ اُسی قدر مُسلمان اُن سے دور جا رہے ہیں۔ یہ ایک عظیم الشان نعمت تھی جس کو دُوسری قومیں آہستہ آہستہ حاصل کر رہی ہیں۔ مگر افسوس کہ مُسلمانوں نے اس کو بہت حد تک کھو دیا۔ اور اب بھی اُس کے حاصل کرنے کی طرف سے بہت حد تک غافل ہیں حالانکہ دُوسروں کے لیئے اس کے لینے میں کس قدر مشکلات ہیں۔ مگر مسلمانوں کی تو یہ اپنی گم شدہ چیز ہے۔ پھر کس قدر بدقسمتی ہے کہ اپنی کھوئی ہوئی چیز کو حاصل کرنے کے لئے زور نہیں لگایا جاتا۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ اس رسالہ کے پڑھنے سے بہت سے وہ شبہات جو مادیت کی زہریلی ہوا نے عام طور پر اس زمانہ میں پیدا کر رکھے ہیں دور ہوتے چلے جائینگے اور اسلام کی سچّی محبت دِلوں میں پیدا ہوتی چلی جائے گی۔

یہ تو مینے مختصراً ان چند باتوں کا ذکر کیا ہے۔ جو کھلے اور صریح نتائج ووکنگ کے اسلامی مشن کے اب تک ظاہر ہو چکے ہیں۔ ایسے عظیم الشان انسانوں کا جیسے لارڈ اور کونٹینٹ کالجوں کے فاضل پروفیسروں اخباروں کے ایڈیٹروں کا دائرہ اسلام کے اندر داخل ہو جانا۔ اور پھر ایک مضبوط بُنیاد تبلیغ اسلام کی رکھی جانا۔ برٹش مسلم سوسائٹی کا باقاعدہ قائم ہو جانا یہ ایسے امور ہیں جن پر جس قدر فخر کیا جائے کم ہے۔ مگر یہ سب اللہ تعالیٰ کے افضال ہیں۔ کام کرنیوالوں نے محض خدا کے بھروسہ پر ایک کام شروع کر دیا۔

ایک عظیم الشان سمندر میں ایک کشتی کو بسم اللہ مجریھا و مرسٰھا پڑھ کر چھوڑ دیا۔ نہ انکے پاس سامان تھا۔ نہ آدمی تھے نہ کوئی کنارہ نظر آتا تھا۔ مگر خدا کے فضل نے اُسکی ایسی دستگیری فرمائی۔ کہ چند دنوں میں ہی اُس کے ایسے کھلے اور ظاہر نتائج پیدا کر دیئے جنھوں نے حاسدوں کو جو ہر کام میں پیدا ہو جایا کرتے ہیں مایوس کر دیا۔ مگر علاوہ اس کے بہت سے ایسے نتائج بھی ہیں جن کو ابھی آنکھیں نہیں دیکھتیں۔ جن کو ہر شخص محسوس بھی نہیں کر سکتا۔ مگر وہ قدر و قیمت کے لحاظ سے ان کھلے نتائج سے کسی قدر کم نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مسیحی مشنری رپورٹوں میں کس قدر زور ان امور پر دیا جاتا ہے کہ اس قدر بائیبل کے نسخے تقسیم ہو گئے۔ اس قدر لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ بعض لوگ اس کو محض فرضی کامیابی سمجھتے ہیں۔ اور ایک حد تک درست بھی ہے۔ کیونکہ اگر عیسائی مسلمانوں میں بائیبل کو تقسیم کر دیں گے۔ تو اس سے مسلمانوں کے معلومات میں جو وہ عیسائی مذہب کے متعلق رکھتے ہیں کوئی اضافہ نہیں ہوگا۔ بائیبل میں اُن انبیاء کا ذکر ہے جن کو مسلمان پہلے ہی مانتے ہیں۔ اس تعلیم کا ذکر ہے جسے وہ محرّف مبدّل شکل میں خدا کا کلام ہی سمجھتے ہیں۔ لیکن اس کے بالمقابل اسلامی لٹریچر کا عیسائیوں میں شائع ہونا واقعی ایک بڑی کامیابی ہے۔ عیسائیوں میں اور بالخصوص یوروپین ممالک میں اسلام کے متعلق بہت غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور ابھی تک اُن کے پھیلانے والے اپنے کام میں غافل نہیں۔ اِن غلط فہمیوں کے دور کرنے کی جو عظیم الشّان خدمت اسلامک ریویو نے کی ہے وہ آج تک اس سے پہلے نہیں ہوئی۔ قریبًا چھتیس ہزار رسالہ سالانہ تقسیم ہو رہا ہے۔ جس میں سے یقینًا نصف انگلستان و دیگر ممالک میں جا رہا ہے۔ اور اسطرح پر زیادہ نہیں تو کم سے کم پچاس ہزار کتاب اعلےٰ درجہ کا اسلامی لٹریچر اپنے اندر لیئے ہوئے اس وقت تک تقسیم ہو چکی ہے۔ اور اس طرح پر یہ قیمتی مضامین ان لوگوں کے گھروں تک پہنچا دیئے گئے ہیں جن کو ان کی ضرورت ہے۔ کتابیں اور رسالے لکھ کر اگر بند پڑے رہیں تو وہ کوئی مفید نتیجہ پیدا نہیں کر سکتے۔ مگر پچاس ہزار کتاب پچاس ساٹھ صفحہ کی جب لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچ جائے۔ تو یقینًا ایک انقلاب پہلے

خیالات کے اندر پیدا کر سکتی ہے۔ اور درحقیقت ایسا انقلاب اس رسالہ نے پیدا کیا ہے۔ گو یہ کام ابھی برسوں کی محنت چاہتا ہے۔ کہ لاکھوں اور کروڑوں نفوس تک اس پاک پیغام کو پہنچایا جائے۔ علاوہ رسالہ کے اور بھی کئی ایک کتابیں ووکنگ مشن کے ذریعہ سے تقسیم ہو چکی ہیں۔ اصول اسلام پر رسالہ۔ نماز پر رسالہ۔ بعض احادیث نبوی پر مختصر سا رسالہ یہ کتابیں بھی ہزاروں کی تعداد میں شائع اور تقسیم ہوئی ہیں۔

ایک اور امر اس رسالہ کے متعلق جو خاص طور پر قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ اس نے یورپ کی نبض شناسی سے بڑا بھاری کام لیا ہے۔ یہ تو ہر ایک شخص جسکو کچھ بھی واقفیت دُنیا کے حالات سے ہے۔ جانتا ہے۔ کہ یورپ میں اس وقت مذہب کے معاملہ میں لوگوں کے دلوں میں بہت کشمکش ہے۔ ایک وقت تو ایسا بھی یورپ پر آیا تھا۔ کہ دہریّت کی طرف طبائع کا میلان بڑے زور سے ہوتا چلا جاتا تھا۔ مگر خدا نے اپنی ہستی کا جو ایک عظیم الشان ثبوت رکھا ہوا ہے۔ وہ خود فطرت انسانی کی شہادت ہے۔ دُنیا میں دہریت کی لہر جب کبھی اُٹھی جلد ہی مر گئی۔ یورپ میں بھی دہریت کا گو خاتمہ نہیں اور اس کے بعض زہریلے اثرات سے طبائع متاثر ہیں۔ مگر جس قدر زور کے ساتھ دہریت کی موج اُٹھی تھی۔ آج وہ زور خود اس رو میں باقی نہیں رہا۔ بلکہ اس کا سواں حصّہ بھی نہیں رہا۔ حالانکہ جس مذہب سے اہل یورپ نے متنفر ہو کر دہریت کے سایہ میں جو ظل ذی ثلث شعب لا ظلیل ولا یغنی من اللھب کا مصداق ہے۔ پناہ لینی چاہی تھی۔ اس مذہب سے طبائع اب پہلے سے بھی زیادہ متنفر ہیں۔ مگر دہریّت کا زور خود بخود ٹوٹ کر طبائع کا رُجحان اس طرف ہے۔ کہ کوئی مذہب انسان کے لیئے ہونا چاہیئے۔ اس وقت ایسے مذہب کی تلاش میں جو جو طبع آزمائیاں ہو رہی ہیں۔ کہ وہ کس قسم کا مذہب ہو اسکے کیا اصول ہوں۔ ان سب باتوں کا جواب اگر ملتا ہے تو اسلام میں۔ اور چونکہ اس رسالہ کے مضامین میں خصوصیت سے اس بات کو مدنظر رکھا جاتا رہا ہے۔ کہ انہی سوالات کا جواب قرآن کریم سے احسن طور پر دیا جائے۔ جو اس وقت عام وخاص طبائع میں پیدا ہو رہے ہیں۔ اس لیئے اس کے مضامین کا اثر بھی قلوب پر زیادہ ہوتا ہے۔ بے موقعہ بعض وقت

اچھی بات بھی اثر پیدا نہیں کر سکتی۔ مگر موقعہ پر ایک معمولی بات بھی دل کو کھا جاتی ہے۔ اور در حقیقت یہی موقعہ شناسی ہے۔ جس نے اس رسالہ کو اس قدر جلد کامیاب کر کے بڑے بڑے فاضل اور لائق انسانوں کو اس کے گرویدہ کر دیا۔ یہاں تک کہ ایک حصّہ علانیہ اسکے اصول کو قبول کر چکا ہے تو کثرت سے ایسے لوگ ہیں جو اس کے مدّاح ہیں۔ مگر مختلف قسم کی رُکاوٹوں کی وجہ سے علانیہ ساتھ شامل نہیں ہو سکتے۔ اس فیض شناسی کا ایک نمایاں اثر پیرس کے جلسہ مذاہب میں ہوا جہاں جناب خواجہ صاحب نے ان تمام سوالوں کا جو ایک عالمگیر مذہب کے متعلق بڑے بڑے فاضلوں کے دلوں میں پیدا ہوئے۔ احسن طور پر جواب قرآن کریم سے دیا اور ایسا جواب دیا کہ ان میں سے بہتوں نے اعتراف کیا کہ واقعی دُنیا کو ضرورت ایسے ہی مذہب کی ہے۔ لیکن ان کی طبائع اس قدر جلد اس بات کو قبول کرنے کے لیئے طیار نہ تھیں کہ اسلام جس سے اُن کی طبائع کو بچپن سے ہی تنفر ہے وہ مذہب ہو سکتا ہے۔ سو خدا چاہے تو یہ تنفر بھی دُور ہو سکتا ہے۔

بہت سے دُوسرے پہلو ووکنگ کے اسلامی مشن کے متعلق ہیں۔ مثلاً ایک مادہ پرست قوم میں نماز کی عزت اور محبت پیدا کر دینا یہاں تک کہ وُہ نماز کو اب ایک تماش بین کی نظر سے نہیں دیکھتے بلکہ اسکا اس قدر اثر انکے دلوں پر ہے کہ بعض وہ لوگ بھی جو ابھی اسلام میں داخل نہیں ہوئے۔ وقتاً فوقتاً جماعت کیساتھ نماز میں شامل ہو جاتے ہیں۔ مسلمانوں کی ایسی عزت و تکریم ان کے دلوں میں پیدا کر دینا کہ بجائے تنفر یا تحقیر کے سچے دل سے ایک مسلمان کی عزت وہ لوگ کرنے لگے ہیں جنکو کبھی مسجد ووکنگ میں جانیکا اتفاق ہوا ہے۔ مسلمانوں کے اخلاق کا ایسے تمام لوگوں کو گرویدہ کر لینا بالخصوص اہلِ ووکنگ کو جو اخلاق کی وجہ سے بہت ہی محبت اور تکریم ان لوگوں کی کرتے ہیں جنکا تعلق مسجد ووکنگ سے ہے۔ اسلام کی فیاضی اور مہمان نوازی اور اسکی وسیع الاخلاقی کا ثبوت اس پہلو سے دینا کہ دشمن و دوست مُسلم و عیسائی کی یکساں عزت سے مہمان نوازی کیجاتی ہے۔ اور بعض اوقات عیسائی یتیم خانہ کے بچّوں کو بھی دعوت دیگئی ہے۔ اسلام کی اخوت کا عملی ثبوت اس رنگ میں دینا کہ لارڈ اور شہزادے اور بڑے بڑے امراء اور ایک غریب مزدور نہ صرف نماز میں ایکدوسرے کے پہلو بہ پہلو کھڑے ہو کر رب العالمین کے حضور اپنے یکساں ہونیکا ثبوت دیتے ہیں۔ بلکہ کھانیکی میز پر بھی اسیطرح بھائیوں کیطرح بیٹھتے ہیں کہ سوسائیٹی کی تمام مصنوعی تفریقات وہاں جا کر دور ہو جاتی ہیں۔ یہ اور اسکے علاوہ بیسیوں اور ایسی باتیں ہیں جنکا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اور اسکے علاوہ پھر اسلامی دُنیا اور بالخصوص ہندوستان میں اس اسلامی مشن کا جو مفید اثر ہوا ہے ان شاء اللہ انہیں بعض

یہ تین کتابیں ہر مسلم گھر میں ہونی چاہئیں

(۱) براہین نیّرہ حصہ اوّل۔ معروف بہ زندہ و کامل الہام۔ قیمت ... (۱۰/)

(۲) اسوہ حسنہ۔ معروف بہ زندہ و کامل نبی .. .. " (۴/)

(۳) ام الالسنہ۔ معروف بہ زندہ و کامل الہامی زبان۔ .. " (۱۲/)

یہ ہر سہ کتابیں مصنفہ خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری - جو تین خاص مضمون پر نایاب اور بے مثل کتابیں ہیں +

یعنے کتابوں میں کتاب قرآن نبیوں میں نبی محمد عربیؐ - زبانوں میں زبان عربی مبیّن - یہ تین باتیں ان تین کتابوں میں علے الترتیب ثابت کی گئی ہیں +

ا - براہین نیّرہ میں یہ دکھلایا گیا ہے - کہ قرآن ایک خاتم اور ناطق الہامی کتاب ہے جس میں تہذیب و تمدّن کے کامل قوانین موجود ہیں - اس ضمن میں مصنّف نے ایک حکیمانہ بحث میں موجودہ تہذیب پر تنقیدی نگاہ ڈالی ہے - کل مذاہب دیگر کے عقائد اور اصولوں پر نہایت منطقی بحث کی گئی ہے +

۲ - اسوہ حسنہ میں آنحضرت صلعم کا کامل نمونہ بحیثیت انسان کامل پیش کیا گیا ہے - یہ کتاب قبولیت عامہ حاصل کر چکی ہے - اس کو پڑھ کر ماننے کے سوا چارہ نہیں رہتا - کہ محمد صلعم خاتم النبیّن ہیں - اور اگر کوئی کامل نبی ہو سکتا ہے - تو آپ کی ذات پاک ہی ہے +

۳ - ام الالسنہ بالکل جدید تصنیف ہے - اور جدید مضمون پر لکھی گئی ہے - اپنی نوع کی پہلی کتاب اردو انگریزی لٹریچر میں لکھی گئی ہے - اس میں یہ دکھلایا گیا ہے - کہ عربی الہامی زبان ہے اور کل دنیا کی زبانیں اس زبان سے نکلی ہیں - اور ابتداء میں سب ملکوں کے آباؤ اجداد عربی الاصل تھے - یہ کتابیں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں :-

پتہ :- مینجر اشاعت اسلام - عزیز منزل - لاہور - نولکھا - احمدیہ بلڈنگس

نوٹ :- محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا +

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری

(۱) براہین نیرہ حصہ اول المعروف بہ قرآن ایک خاتم اور عالمگیر الہام۔ اردو قیمت (۱۰/)

(۲) ام الالسنہ یعنی عربی مبین کل زبانوں کی ماں ہے۔ اردو۔ قیمت .. .. (۱۲/)

(۳) اسوہ حسنہ الموسوم بہ "زندہ اور کامل نبی" اردو قیمت (۴/) + (۴) احادیث نبوی کا اقتباس انگریزی (۲/)

مسلم پریئر انگریزی قیمت ۴/ صحیفہ آصفیہ تبلیغ بنام بحضور نظام حیدرآباد دکن اردو .. .. (۲/)

بنگال کی دلجوئی انگریزی و اردو۔ فی کتاب قیمت .. .. (۱/)

مسلم مشنری کے ولائیتی لیکچروں کا سلسلہ اردو (۱/) اور ۳ عدد انگریزی قیمت (۳/)

مسلم ائی چیوڈ ٹورڈ گورمنٹ انگریزی۔ کرشن اوتار اردو۔ فی کتاب قیمت .. .. (۱/)

اسلامک ریویو و مسلم انڈیا جلد ۱ ۱۹۱۳/۱۹۱۴ انگریزی۔ قیمت (صہ)

رسالہ اشاعت اسلام اردو ترجمہ اسلامک ریویو کے سابقہ پرچے جولائی سنہ ۱۹۱۴ء لغائیت دسمبر سنہ ۱۹۱۴ء (۸/) (عہ)

دیگر تصنیفات

قرآن کریم کے تفسیری نوٹ پارہ اوّل مرتبہ حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے اردو (۲/)

حدوث مادہ .. .. " " " " " " " (۴/)

عصمت انبیاء .. .. " " " " " " " (۸/)

غلامی .. .. " " " " " " " (۴/)

ولیسٹرن اویکننگ ٹو اسلام مصنفہ جناب لارڈ ہیڈلے صاحب بالقابہ انگریزی (۱۲/)

التوحید جس میں لا الہ الا اللہ کی مختصر تفسیر مصنفہ حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ایل ایم ایس (۱/)

طریق فلاح جسمیں بت پرستی کی بنیاد اور اس کی فلاسفی " " " " " (۱/)

نبی کریم حضرت محمد صلعم کا معجزہ مصنفہ جناب ایس مشیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹرایٹ لا۔ انگریزی (۲/)

اسلام اینڈ سوشیلزم " " " " " " .. .. (عہ)

پیغام صلح انگریزی و اردو فی (/۱) ہر دو کی قیمت .. .. (۲/)

پتہ منیجر اشاعت اسلام۔ عزیز منزل۔ نولکھا۔ احمدیہ بلڈنگس

نوٹ:- ۱-۲-۳-۴ ناظرین کرام ان کتب کو اپنے حلقہ اثر میں اور غیر مسلم احباب میں مفت تقسیم فرماکر ثواب دارین حاصل کریں +